نمبر | ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۳۰ھ فہرست مضامین ۲ نومبر ۱۹۱۲ء | جلد ۸

باہتمام ... مطبع ... لکھنؤ
ناشر محمد عبد الشکور مدیر النجم لکھنؤ
دفتر النجم ...

قواعد رسالہ النجم

(۱) یہ رسالہ مہینہ مین دوبار یعنی ہر ہجری مہینہ کی ۷ و ۲۱ تاریخ کو انشاء اللہ شائع ہوا کریگا

(۲) رسالہ کا خالص حجم علاوہ اشتہارات وغیرہ کے عموماً ۳۲ صفحہ کا ہوگا اور حسب الضرورت اس سے بھی زیادہ ہو سکیگا

(۳) عام چندہ موافق ذیل کے ہوگا اور خاص طور پر جس کو جو توفیق ہو۔

سالانہ	سے	ممالک غیر سے صرف بقدر
شش ماہی	عـ/	زیادتی محصول ڈاک اضافہ
سہ ماہی	عہ	کر لیا جائیگا۔

(۴) چندہ بہر حال پیشگی لیا جائیگا۔

(۵) رسالہ کا آغاز سال ماہ محرم سے ہوگا۔

(۶) جو صاحب درمیان سال مین خریداری کرینگے اگر نصف سال نہوا ہوگا تو اُنکی خدمت مین محرم سے اسوقت تک کے کل رسائل بھیجکر شروع سال سے انکو خریدار سمجھا جائیگا اور بعد نصف سال کے انکو اختیار ہوگا چاہے شروع سال سے اپنی خریداری قائم کرائین اور چاہے صرف بقیہ دنون کی قیمت موافق نقشہ قیمت النجم کے بھیجدین

(۷) جو صاحب مستقل خریدار النجم کے دین انکو اختیار ہوگا چاہین ایک سال کیلیے اپنے نام سے رسالہ جاری کرائین چاہین ۳ روپیہ قیمت کی کتاب فخر النجم سے لیلین

(۸) قدیم خریداران النجم کو ہر سال ایک کتاب ۲ روپیہ قیمت کی انعام مین دیجائیگی۔

مقاصد رسالہ النجم

النجم کا اصلی مقصد حمایت اسلام و نصیحت مسلمین ہے مسلمانون کے عقائد و خیالات خصائل و عادات عبادات و معاملات کی اصلاح اور اتباع شریعت حقہ محمدیہ (علے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی ترغیب اور مخالفت شریعت سے حتی الامکان بچانا۔

ان پاکیزہ مقاصد کے حاصل کرنیکے لیے حسب ذیل عنوانات اختیار کیے گئے ہین

(۱) زہد و رقائق جسکو دوسرے الفاظ مین مضامین تصوف کہہ لیا جاوے اس ذیل مین انشاء اللہ تعالی بہت سے عبرت انگیز واقعات بزرگان دین کے اور بہت سے مفید و موثر نصائح و حالات ہدیہ ناظرین ہونگے۔

(۲) اہل علم کی مراسلت جو خالص مذہبی ضروری مسائل سے متعلق ہو

(۳) غیر مذہب اندرونی و بیرونی حملون سے اسلام کی حفاظت اور اسلام کی حقیقت کا تمام مذاہب پر اظہار۔

(۴) ہر پرچہ مین کچھ حصہ جدید و جیدہ اسلامی خبرونکا بھی ہوگا خبرین جہانتک ممکن ہوگا کامل تحقیقات کے بعد لکھی جائینگی

(۵) ہر سال جو کتاب انعام مین تجویز کیجائیگی وہ انشاء اللہ تعالے بیشتر اکثر سلف صالحین مین سے کسی کی مستند و مفید تصنیف کا ترجمہ ہوگی

نرخنامہ طبع اشتہار و مضامین خاص

تعداد	ماہوار	سہ ماہی	شش ماہی	سالانہ
نصف کالم	۸	سےشے	للعہ	للعہ
ایک کالم	حہ	للعہ	عسہ	للعہ
پورا صفحہ	لعہ	عہ	صہ	للعہ

اتفاقی اشتہار فی سطر کالم ۴ اجرت ضمیمہ فیصدی ۲۰ بشرطیکہ قواعد ذاکخانہ کے خلاف نہو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً مصلیاً

النجم لکھنؤ یوم شنبہ

۲۱ - ذی قعدہ سنہ ۱۳۳۰ھ

عشرۂ ذیحجہ کی فضیلت

صحیح بخاری مین بواسطہ حضرت ابن عباس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ آپ نے فرمایا کسی زمانہ مین عبادت ذیحجہ کے پہلے عشرہ کی عبادت سے افضل نہین ہی۔ جہاد بھی اس زمانہ کی عبادت سے افضل نہین مگر اُس شخص کا جہاد جو اپنی جان اور مال سے دشمن کا مقابلہ کرے اور پھر نہ اُسکی جان سلامت رہے نہ مال۔

عشرۂ ذیحجہ کی فضیلت مین اور بھی احادیث وارد ہوئی ہین۔ مگر مین اصح الکتب کی صرف اسی ایک روایت پر اکتفا کرتا ہون۔ اگر غور سے یہ حدیث دیکھی جائے تو پھر کیا وجہ ہی کہ مسلمانون کے دل پر اس عشرہ کی فضیلت کا اثر نہ ہو۔ اور وہ اس فضیلت سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش نہ کرین۔ علما نے لکھا ہی کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ ذیحجہ کا پہلا عشرہ رمضان المبارک کے اخیر عشرہ سے بھی افضل ہی۔ چنانچہ بعض علما اسی کے قائل ہوگئے ہین اور بعض رمضان کے اخیر عشرہ کو افضل کہتے ہین۔ مگر شیخ محقق مولنا عبد الحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات مین اس اختلاف کا نہایت عمدہ فیصلہ کردیا ہی جس سے دونون عشرون کی احادیث افضلیت مین تطبیق ہوجاتی ہی۔ وہ فرماتے ہین کہ عشرۂ ذیحجہ کے دن افضل

ہین بہ وجہ اسکے کہ ان مین عرفہ کا دن ہی۔ اور راتین عشرہ رمضان کی افضل ہین اس وجہ سے کہ انمین شب قدر ہے" اس فضیلت کی کوئی حد ہی کہ عشرۂ ذیحجہ عشرۂ رمضان سے ہمسری کرتا ہی۔ اب ہم اُن اعمال کا بیان کرتے ہین جو اِن مبارک ایام مین شریعت اسلامیہ نے اپنے متبعین کے لیے مقرر فرمائے ہین۔

تکبیر تشریق

(۱) واجب ہی۔ حضرت ابن عباس سے صحیح بخاری مین منقول ہی کہ انھون نے فرمایا۔ واذکروا اللہ فی ایام معدودات (یعنی اللہ کو چند شمار کیے ہوے دنون مین یاد کرو) سے یہی ایام تشریق مراد ہین (۲) یہ تکبیر نوین ذیحجہ کی فجر سے شروع ہوتی ہی اور تیرہوین تاریخ کی عصر کو ختم ہوجاتی ہی (۳) ہر فرض عین نماز کے بعد علی الاتصال ایک مرتبہ یہ عبارت پڑھی جائے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔ اسی کو تکبیر تشریق کہتے ہین۔ مگر شرط یہ ہی کہ وہ نماز با جماعت ہو اور وہ مقام مصر ہو (۴) یہ کل تیئیس نمازین ہین جنکے بعد یہ تکبیر واجب ہی۔ یہ تکبیر امام اور مقتدی سب پر واجب ہی اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے تو مقتدیون کو فوراً تکبیر کہنا چاہیے امام کا انتظار نہ کرین (۵) یہ تکبیر عورتون اور مسافرون پر واجب نہین، ہان اگر یہ لوگ کسی ایسے شخص کے مقتدی ہون جسپر تکبیر واجب ہی تو انپر بھی تکبیر واجب ہوجائیگی (۶) اس تکبیر کو بلند آواز سے پڑھین (۷) عید کی نماز کے بعد بھی اس تکبیر کو باواز بلند پڑھنا واجب ہی (۸) بے جماعت فرض نماز کے بعد اور گانوٗن مین اور مسافرون اور عورتون پر یہ تکبیر واجب نہین مگر پڑھ لین تو بہتر ہی (دیکھو علم الفقہ جلد دوم عیدین کی نماز کا بیان)۔

نماز عید

کے ضروری مسائل ہم النجم نمبر ۱۸ جلد ۸۔ ۲۱۔ رمضان سنہ ۱۳۳۳ھ مین لکھ چکے ہین، وہی مسائل اس عید کی نماز کیلیے ہین، فرق صرف اس قدر ہی کہ عید الفطر کے دن عیدگاہ جانے سے پہلے کچھ کھالینا مسنون ہی اور عید الاضحی کی نماز سے پہلے کھانیکی ممانعت ہی۔ نماز کے بعد اپنی قربانی کا گوشت کھانا سنت ہی۔ عید الفطر کی نماز کا دیر کرکے پڑھنا مسنون ہی اور عید الاضحی کی نماز کا سویرے پڑھنا۔ عید الفطر کے دن راستہ مین آہستہ تکبیر کہنا مسنون ہی اور عید الاضحی کے دن بلند آواز سے۔ تکبیر کی عبارت وہی ہی جو اوپر بیان ہوچکی ہی۔ عیدگاہ پیادہ جانا اُسدن بھی سنت ہی اور اس دن بھی۔ غرض سوا ان چند باتون کے جو ہمنے ذکر کردین اور کسی

بات مین فرق نہین ہی۔ نماز عید کی ترکیب البتہ ہم ذکر کیے دیتے ہین۔ پہلے یہ نیت کرو کہ نماز عید واجب معہ چھ تکبیرون کے ادا کرنا چاہتا ہون - یہ نیت کرکے ہاتھ باندھ لو۔ پہلی رکعت مین امام اور مقتدی سب بدستور سبحانک اللھم۔ پڑھین۔ اسکے بعد امام تین مرتبہ ہاتھ اُٹھا کر اللہ اکبر کہے اور چھوڑ دے۔ ہر دو تکبیرون کے درمیان بقدر تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے توقف کیا جائے۔ تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیے جائین - اور امام آہستہ آواز سے اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر قرأت شروع کردے پھر بدستور رکوع سجود سے فارغ ہوکر دوسری رکعت مین پہلے قرارت کرے۔ قرارت ختم کرکے پہلی رکعت کی طرح تین تکبیرین کہے بعد اسکے چوتھی تکبیر کہکر رکوع مین جائے۔ اگر کسی کی ایک رکعت نماز عید مین فوت ہوجاوے تو اسکو چاہیے کہ جب وہ فوت شدہ رکعت کو ادا کریگا تو پہلے قرأت کرے بعد اسکے تکبیرین کہے۔ (ردالمحتار)

قربانی کی فضیلت خود قرآن مجید سے جابجا ظاہر ہی۔ اور احادیث تو اس باب مین بیشمار ہین۔ ایک مرتبہ صحابہ نے قربانی کی بابت دریافت کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ یہ تمھارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہی اور اسکے ہر بال کی عوض مین ثواب ملتا ہی" (یعنے بیشمار ثواب)

ایک روایت مین یہ مضمون بھی ہی کہ قربانیان قیامت کے دن پل صراط پر تمھاری سواریان بنین گی"۔

قربانی کی تاکید مین جس قدر احادیث ہین ان سب مین زیادہ قابل لحاظ وہ حدیث ہی جسے ابن ماجہ اور امام احمد نے روایت کیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" جو شخص باوجود مقدرت کے قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے"۔ کون مسلمان ہوگا جو اس وعید شدید کی برداشت کرسکے گا؟ اگر ہم بغیر رضامندی حضرت صاحب شریعت کے عیدگاہ گئے تو ہمارا جانا کس کام کا۔

مسائل قربانی (۱) قربانی واجب ہی ہر ایسے مسلمان پر جو عاقل بالغ ہو اور اُسکے پاس چھتیس تولہ ساڑھے پانچ ماشہ (۳۶ تولہ- ۵.ماشہ) چاندی ہو یا اسکے ہموزن روپیہ یا اور کوئی مال اسی کا ہم قیمت ہو۔ اور وہ مسافر بھی نہ ہو۔ نابالغ بچون پر مسافرون پر اور اُن غریب مسلمانون پر جن کے پاس مقدار مذکورہ کے موافق مالیت نہ ہو قربانی واجب نہین - باپ اگر اپنے چھوٹے بچون کی طرف سے اپنے مال سے قربانی کردے تو بہتر ہی۔ نہ کرے تو مضائقہ نہین (۲) قربانی ایک سال سے کم عمر کی بکری اور دو سال سے کم عمر کی

گاے اور پانچ سال سے کم عمر کے اونٹ پر درست نہیں - بھیڑ دُنبہ بکری کے حکم مین، اور بیل بھینس گاے کے حکم مین ہین - دُنبہ اگرچہ چھ مہینہ کی عمر مین اس قدر فربہ ہوگیا کہ دیکھنے مین سال بھر کا معلوم ہو تو اسکی قربانی درست ہی (۳) جنگلی جانور پر قربانی درست نہین - اگر کوئی جانور دوغلا ہو یعنی جنگلی اور دیسی جانور کے ملنے سے پیدا ہوا ہو تو اُسکی مان کا اعتبار ہی - اگر مان دیسی ہی تو وہ جنگلی نہ سمجھا جائیگا - مثلاً وہ جانور جسکی مان بکری ہو اور باپ ہرن اُسکی قربانی درست ہی - (۴) ایک بکری ایک ہی شخص کی طرف سے قربانی ہو سکتی ہی - ہان گاے اور اونٹ مین سات آدمی تک شریک ہو سکتے ہین بشرطیکہ جتنے شرکا ہون سب بہ نیت تقرب الی اللہ ذبح کرین - اگر اُنمین سے کوئی شخص صرف گوشت کھانے کے لیے شریک ہوا ہو تو ایسے شخص کی شرکت سے وہ قربانی درست نہ ہوگی (۵) جس صورت مین قیمت زیادہ لگے وہی افضل ہی مثلاً گاے کے ساتوین حصہ مین ایک بکری سے زیادہ قیمت صرف ہو تو گاے کا ساتوان حصہ افضل ہی اور جو ہر صورت مین قیمت برابر صرف ہو تو بھیڑ بکری دنبہ افضل ہی - (۶) قربانی کے لیے فربہ جانور لینا مسنون ہی (۷) کانے اور اندھے اور ایسے دُبلے جانور کی قربانی جس کی ہڈیون مین مغز نہ ہو اور ایسے لنگڑے جانور کی قربانی جو قربانی کے مقام تک جا نہ سکتا ہو اور اُس جانور کی قربانی جسکے کان یا دُم یا تھن وغیرہ کا اکثر حصہ کٹا ہوا ہو اور ایسے بیمار جانور کی قربانی جس کی صحت کی امید نہ ہو درست نہین ہی ان کے علاوہ اور ہر قسم کے جانور کی قربانی درست ہی - اور خصی جانور کی قربانی مین کچھ حرج نہین - بلکہ بہتر ہی (۸) قربانی کے لیے تین دن ہین - دسوین - گیارہوین - بارہوین - پہلی تاریخ افضل ہی اور رات کو وقت بھی قربانی جائز ہی مگر مکروہ ہی - (۹) قربانی کے گوشت کی تقسیم باہم شرکا مین تول کر کرنی چاہیے نہ اندازہ سے - (۱۰) قربانی کے گوشت کے تین حصے کر دیے جائین - ایک حصہ محتاجون کو تقسیم کر دیا جائے - ایک حصہ اپنے مالدار اعزہ احباب مین تقسیم کر دین - ایک حصہ خود اپنے لیے رکھین (۱۱) قربانی کے جانور سے کوئی کام لینا مکروہ ہی (۱۲) جو جانور بہ نیت قربانی لیا گیا ہو اگر اسکے بچہ پیدا ہو تو وہ بھی قربانی کر دیا جائے (۱۳) قربانی کا طریقہ یہ ہی کہ جانور کو قبلہ رو داہنے پہلو پر لٹا کر پیر اوسکے رخسارے پر رکھ لے اور تیز چھری سے بسرعت تمام اُسے ذبح کرے - ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھے -

انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ

رب العالمین لا شریک لہ وبذلک امرت وانا من المسلمین اللہم تقبلہ منی کما تقبلت من خلیلک ابراہیم علیہ السلام

ومن حبیبک محمد صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ اللہ اکبر۔

ترجمہ - مین نے شرک سے یکسو ہو کر اپنا منہ اُس ذات کی طرف کیا ہی جس نے آسمانون اور زمین کو پیدا کیا ہی اور مین مشرکین مین سے نہین ہون - اور بیشک میری نماز اور قربانی اور میری زندگانی اور موت خاص کر اللہ کے لیے ہی جو پروردگار ہی تمام عالم کا - مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہی اور مین مسلمان ہون اے اللہ اس قربانی کو مجھ سے قبول کر لے جیسے تو نے اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام اور اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے قبول فرمائی تھی مین اللہ کا نام لیکر ذبح کرتا ہون "

(۱۴) قربانی کی کھال اور جھول کو بیچ کر[۱] اُسکی قیمت خیرات کر دینی چاہیے یا اُسکی کوئی چیز اپنے استعمال کے لیے بنوائی جائے قصاب کی اجرت علیحدہ سے دیجائے -

(۱۵) جن لوگون پر قربانی واجب ہی اگر انکو میعاد کے اندر قربانی کے لیے کوئی جانور نہ ملے یا کسی وجہ سے قربانی نہ کر سکین تو میعاد گذر جانے کے بعد قربانی کی قیمت خیرات کر دینی چاہیے اور غریب کو یہ بھی اختیار دیا گیا ہی کہ وہ خود اسی جانور کو خیرات کر دے -

(۱۶) جن لوگون کا ارادہ قربانی کرنے کا ہو - اُنکے لیے مستحب ہی کہ ذیحجہ کی پہلی تاریخ سے ناخن ترشوانے اور بال ترشوانے سے اور خط کی اصلاح سے پرہیز کرین - پھر دسوین ذی حجہ کو قربانی کر چکنے کے بعد خط وغیرہ کی اصلاح کرائین اور ناخون وغیرہ ترشوائین -

---

[۱] قربانی کی کھال کا بیچنا یا کسی ناپائدار چیز سے بدل لینا قربانی کرنے والے کے لیے مکروہ ہے لیکن اگر کوئی شخص اس مکروہ کا ارتکاب کرے تو پھر اُسپر اسکی قیمت کا خیرات کر دینا واجب ہے - قربانی کی کھال آج کل مدارس وغیرہ کے صرف مین دیدی جاتی ہے مگر بغیر کسی حیلہ شرعی کے اس کا ارتکاب درست نہین وہ حیلہ یہ کہ کسی محتاج کو اس کھال کا مالک بنا دیا جائے وہ اپنی طرف سے بیچکر اس کام مین صرف کرے ۱۲

زہد و رقائق

سلسلہ کے لیے گذشتہ نمبر ملاحظہ ہو

کہ ہین احمدؐ سے ہم پراگندہ
سخت تر عاجز و سرافگندہ

بت پرستی کو کردیا ناحق
کہتے ہین کفر و شرک ہے مطلق

بت پرستونکا رکھکے کافر نام
کہا ہے قعر دوزخ اُنکا مقام

ہمکو مشرک کہین خدا کی شان
اور کہین کافران بے ایمان

کیا کتنون نے دین انکا قبول
سمجھے برحق اُنھین خدا کا رسول

کیا عجب گر یہی ہین لیل و نہار
ہو محمدؐ کی گرمی بازار

علم دین کو کرکے استادہ
ہون لڑائی پہ ہمسے آمادہ

بیٹھے جھلاے گر اُٹھے یہ فساد
مفت مین جان و مال ہو برباد

چاہیے ایسی نیک اب تدبیر
کہ نہ کھلاے روز بد تقدیر

ہو چکی جب یہ گفتگوی فضول
بولا اُنھین سے ایک نامعقول

اُس جگہ پر نہ ہو کسی کا گذر
اُنسے ملنے نہ پاے کوئی بشر

دین احمد فقط زبانی ہے
اُنکی یہ ساحر البیانی ہے

سنکے ابلیس نے دیا یہ جواب
نہین یہ راے ہے قرین صواب

تم محمدؐ کو گر کروگے قید
ہاشمیون سے یہ نہین امید

اور رسوا اسکے یہ گروہ قوی
تابعان محمدؐ عربی

جبکہ ابلیس نے یہ کی تقریر
بولا اک اور کافر بے پیر

سنکے ابلیس نے یہ گفت و شنید
راے اول کسطرح کی تردید

کیا احمدؐ نے دین نو ایجاد
چھوڑ کر وہ طریقۂ اجداد

ہین ہمارے جو خاص معبود
سب کو احمدؐ نے کردیا مردود

شرک کہتا صنم پرستی کو
کیا بے دین ساری بستی کو

فرق آیا ہماری عزت مین
پڑ گئی پھوٹ اہل ملت مین

اک جتھا اُنکا ہو گیا ہے اب
اپنے ایمان لائے اکثر عرب

گر بڑھی اُنکی کچھ جماعت اور
جس سے حاصل ہو انکو قوت و زور

تمنے دیکھا ہے خوب گرم و سرد
سخت آثار بد ہین اے ہمدرد

فکر اسکی ابھی سے واجب ہے
اب تغافل بھی نامناسب ہے

نکلے ایسا کوئی طریق عمل
جسمین جاتا رہے یہ سارا خلل

اپنا قیدی بناؤ احمدؐ کو
بند رکھو کہین محمدؐ کو

بس ابھی سدباب دین ہو جاے
مطمئن خاطر حزین ہو جاے

جب نہ کوئی سنیگا انکا کلام
کون پھر اُنپہ لائیگا اسلام

پیش میزان عقل سنجیدہ
نہین یہ راے کچھ پسندیدہ

کہ یہ ذلت اُنھین گوارا ہو
قید مین اُنکا ایسا پیارا ہو

چھین لیجائیگا محمدؐ کو
لڑ کے لینگے بزور احمدؐ کو

کردو احمدؐ کو جلد شہر بدر
نہ رہین گر وہ یان تو کچھ نہین ڈر

کہ ہے کیا سود ٹالدینے سے
فائدہ کیا نکال دینے سے

کیا اس شہر سے جو تجھے بدر ۔ ہوگا شہر دگر مین انکا گزر
مستعد ہین یہان انکے یار و معین ۔ پہونچینگے یہ بھی سب ضرور وہین
زور و قوت مین بڑھکے آئینگے ۔ تمسے لڑنیکو چڑھکے آئینگے
کسکی ہو پھر شکست کسکی ظفر ۔ جنگ میدان ڈالے پستر دو سر
ہو گئے بیتاب بول اٹھا بوجہل ۔ میرے نزدیک تو صلاح ہے سہل
طرفہ ہے یہ کار مردانہ ۔ قتل انکو کرو دلیرانہ
لاجرم خونبہا کرینگے قبول ۔ ہو گی دیت بھی جو ہے معمول
جب ابوجہل نے کہا یہ سخن ۔ شاد و فرحان پھڑک اٹھے دشمن
مختتم مشورہ اسی پہ ہوا ۔ کی نہ رد و قدح کسینے ذرا
کہ اے رسول کریم نیک صفات ۔ حق کا تمپر سلام و صلوات
قید تمکو کرینگے کسی گھر مین ۔ کرین مقتول یا اسی گھر مین
اُن سبھون پر خدا کی ہے پھٹکار ۔ یہ نہین سوچتے وہ بد کردار
کب خدا سے کسیکا مکر چلا ۔ جبکہ خود خیر ماکرین ہے خدا
لیک اس دم یہ ہے صلاح کار ۔ تم ہو ہمرہ روانگی تیار
ڈالدو کافرونکی آنکھون مین خاک ۔ کور ہو جائینگے یہ سب ناپاک
گئے صدیق رض باصفا کے گھر ۔ تا کرین حکم حق سے انکو خبر
دھوپ سے سرخ چہرۂ انور ۔ گرمی نیمروز سے اظہر
کہتی ہین عائشہ رض یہ با تحقیق ۔ بیٹھی تھی مین بخانۂ صدیق
کہا اسمین ہے کوئی خاص سبب ۔ ورنہ اسوقت آپ آتے کب
اسی اثنا مین آئے در پہ آپ ۔ سر سے اوڑھے ہوئے تھے چادر آپ
عرض صدیق نے کی باادب ۔ اے شہ مرسلین فخر عرب

جب ہم انکے یہان نہین تا دیر ۔ لوگ ہونگے وہانکے بھی تسخیر
جمع ہو جائیگا گروہ کثیر ۔ نہ کھنچینگے روا در تا خیر
ہو گا ہنگامۂ جدال و قتال ۔ نہین معلوم کیا ہو اسکا مآل
شیخ نجدی نے کی جو یون تردید ۔ خامشی تھی جواب بو مرید
سب کو پہونچو مکان احمد پر ۔ صدمہ پہونچاؤ جان احمد پر
ہاشمی رکھتے ہین یہ کب طاقت ۔ لڑین اس جمع سے کہان قوت
خونبہا مین کرینگے حجت کیا ۔ یان ہے مشکل ادائے دیت کیا
ہوا شیطان کو بھی پسندیدہ ۔ کہا بس ہے یہ رای سنجیدہ
بیخبر اس سے تھے خدا کے خلیل ۔ یہ خبر آکے دیگئے جبرئیل
کر رہے ہین صلاح یہ کفار ۔ عازم اس مکر کے ہین وہ مکار
یا کرین مکہ سے تمھین خارج ۔ ہون کسی طور سے غرض حارج
مکر انکا نہ پیش جائیگا ۔ جو کرینگے وہ آگے آئیگا
نہ چلیگا یہان پہ انکا داؤ ۔ داؤ پر انکے ہے خدا کا داؤ
ہو نہ ان دشمنونکو آگاہی ۔ تم بسوے مدینہ ہو راہی
پس حبیب خدا یہ سنکر حال ۔ اپنے گھر سے روان ہوئے فی الحال
وقت نصف النہار تھی یہ مشی ۔ سر پہ تھی آفتاب کی گرمی
زیر چادر اگرچہ چہرا تھا ۔ پر تمازت سے تمتمایا تھا
خیر مقدم کی دی کسینے خبر ۔ اور صدیق رض نے سنی یہ خبر
دوپہر کو کبھی نہ تھا معمول ۔ صبح و شام آتے تھے جناب رسول
کہا باہر سے آؤ نہین اندر ۔ ہے محل میرے آنیکا یہ گھر
ہین قدم آپکے سراپا خیر ۔ آپکا ہے یہ گھر نہین کوئی غیر

پوچھا کس سے لائیے تشریف — باعث شرف ہین قدوم تشریف
کافرونکی وہ مشورت کا حال — انکے کر و فریب کے وہ خیال
حال صدیق نے یہ سب سنکر — عرض کی یہ ادب سے خوش ہوکر
اور سامان بھی سب مہیا ہے — چلیے چلنے مین دیر اب کیا ہے
کیا خیر البشر نے یہ ارشاد — اے محبت شعار نیک نہاد
ایک کی تمکو دینگے ہم قیمت — جسپہ یانسے کرینگے ہم ہجرت
کیون ادائے زر ثمن کا خیال — ہے جو کچھ آپ ہی کا ہے سب مال
نہ کیا آپ نے مگر منظور — کہا قیمت ادا کرینگے ضرور
کہا جو کچھ ہے مرضی مولے — ہے وہی بات انسب و اولے
دن کا جانا تھا احتیاط سے دور — امر مستور شب مین پائے ظہور
رہا تا شام ملتوی جانا

پس ہوئے آپ داخل مسکن — پھر کہے راز کے تمام سخن
وہ خدا کا پیام ہجرت کا — مدعا اپنا وہ رفاقت کا
اسی دن کیلیے بوقت سعید — دو شترزادہ مینے کی ہین خرید
ہمرہی مین فدائی ہے حاضر — کسی خدمت مین مین نہین قاصر
اے رفیق قدیم و یار سعید — اونٹنی دو جو تمنے کی ہین خرید
کہا صدیق نے کہ یا حضرت — آپ کیون اونٹنی کی دین قیمت
میرے مان باپ آپ پر ہون فدا — مفت حاضر ہے ذکر قیمت کیا
جب کیا یہ حضور نے اصرار — کی نہ صدیق نے بھی کچھ تکرار
چونکہ تھا کافرون سے خوف و خطر — ہر طرح کا خیال نفع و ضرر
کیونکہ شب کو کیا ہے حق نے لباس — پردہ داری شب پہ کرکے قیاس
رات مین ٹھہرا ملتوی جانا

تشریف لیجانا حضور کا غار مین اور لیجانا یار غار کو شب تار مین

بدلا جب شب نے روز کا پیکر — دہر نے اوڑھی [illegible] کی چادر
یان ہوئے جمع سارے دین کے شریر — ہر قبیلہ کا ایک ایک شریر
قبلہ دین سے منہ کو پھیر لیا — آکے دولتسرا کو گھیر لیا
کر یہ کرتا تھا ہر اک مکار — پہلے احمد پہ ہو ہمارا وار
تسمہ باقی نہ ہے نہ گردن این — جوڑ جوڑ ہون سر و تن مین
یان یہ تقریر اور یہ تھی تدبیر — خندہ زن اسپہ تھی مگر تقدیر
ہے ابھی گھر مین حامد و محمود — دور ہے راہ منزل مقصود
شاہ دین کا نہ بال بیکا ہو — ایک بھی رو یان نہ اسکا میلا ہو

چھپ گیا آفتاب عالمتاب — ڈالکر اپنے منہ پہ شب کا نقاب
باندھی کین نبی پہ سب نے کمر — چلے دولتسرائے حضرت پر
ظلم کی باڑھ تھی دم شمشیر — قتل کی سوچنے لگے تدبیر
پانی پینے کی بھی نہ مہلت ہو — آب شمشیر و حلق حضرت ہو
کام شمشیر آبدار کرے — ایک ضربت مین دو کو چار کرے
قدرت حق کا یہ اشارا ہے — ابھی گھر مین وہ ماہ پارا ہے
کافرون کا ذرا بھی بس نہ چلے — قتل پر اتفاق دسترس نہ چلے
تاک ان کافرونکے ہو سر پر — در کی جانب اگر ہو ترچھی نظر

الکلام کی مختصر کیفیت

سلسلہ کے لیے ۷ - ذیقعدہ کا النجم لاحظہ ہو

یہ حاشیہ لکھکر مولوی صاحب نے اپنے زعم مین اُس کھٹک کو جو مولوی صاحب کے مضمون مذکورۂ بالا سے پیدا ہوتی تھی دفع کرنا چاہا ہی - مولوی صاحب تو خوش ہونگے کہ مین نے ایک لاینحل عقدہ حل کر دیا - مگر اہل علم و انصاف کے نزدیک یہ حاشیہ "عذر گناہ بدتر از گناہ" کی حد مین داخل ہے -

مولوی صاحب نے جو آیت اپنے اس دعوے کے ثبوت مین پیش کی ہی کہ غیر مذہب والون سے دوستی و محبت کی آیتین صرف اُنھین کافرون کے ساتھ مخصوص ہین جو مسلمانون سے مذہبی لڑائی لڑین" اس آیت سے ہرگز یہ دعوے ثابت نہین ہوتا - کیونکہ آیت مین تو صرف یہ فرمایا گیا ہی کہ اللہ ان صفات کے کافرون سے محبت رکھنے کو منع فرماتا ہی - یہ نہین فرمایا گیا کہ "جو کافر ان صفات کے نہون انکی محبت کی اجازت ہی" مولویصاحب تو اپنے کو نعمانی لکھا کرتے ہین انکے نزدیک تو مفہوم مخالف حجت نہونا چاہیے - کیونکہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک مفہوم مخالف حجت نہین - جیسا کہ کتب اصول فقہ مین مذکور ہی - لیکن شاید مولوی صاحب اس مقام پر یہ فرما دین کہ "نعمانی تو مین یونہین لکھدیا کرتا ہون میرے نزدیک جب عقائد مین اتباع سلف ناجائز ہی توان فروع مین کب جائز ہو سکتی ہی؟ مین تو ہر جاہل عامی کو چاہتا ہون کہ اپنی عقل و سمجھ سے اسلامی عقائد و اعمال کو اختیار کرے سلف کا اتباع نہ کرے - پس مین خود کیونکر اسکے خلاف کر سکتا ہون؟" تو جواب اُسکا یہ ہی کہ مفہوم مخالف کی حجیت کے جو لوگ قائل ہین مثل شوافع وغیرہ کے ان کے نزدیک بھی مفہوم مخالف اُسوقت حجت ہو سکتا ہی جبکہ اسکے خلاف کی تصریح نہوئی ہو - اور یہی مقتضای عقل بھی ہی - حالانکہ اس موقع پر جانب خلاف کی تصریح ہی - وہ تصریحات اگر دس بیس

نقل کیجائین تو بہت طول ہو۔ لہذا صرف ایک آیۂ قرآنی اس مقام پر لکھی جاتی ہے۔

یا ایہا الذین آمنوا لاتتخذوا الیہود والنصاری اولیآء۔ الآیہ۔ یعنی اے مسلمانو! یہود و نصارے سے دوستی نکرو۔ حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ عہد نبوی مین کبھی نصاری نے مسلمانون سے مذہبی لڑائی نہین کی۔ بلکہ نصارے کو ان اوصاف کے ساتھ قرآن مجید مین یاد فرمایا ہے کہ اقربہم مودہ۔ اور بان منہم قسیسین ورہبانا۔ وغیرہ ذلک۔ اور انھین نصرانیون کی شکست پر بمقابلہ ایرانیون کے مسلمانون نے رنج کیا تھا۔ اور سورۂ روم مین پھر نصرانیون کی کامیابی کا مژدہ مسلمانون کو سنایا گیا۔ صرف ایک تبوک کا واقعہ نصرانیون کے ساتھ پیش آیا تھا مگر اُسمین بھی لڑائی کا وقوع نہین ہوا۔ قیصر روم نے ایک تنفس بھی لڑنے کے لیے نہ بھیجا۔

اِس آیت کے علاوہ اور بہت سی آیتین ہین جن مین **تمام کُفّار** سے محبت و اُلفت کی ممانعت ہے۔ اور ہرگز وہ تخصیص و تقیید کی محتمل نہین ہین۔ اور حدیثین تو بیشمار ہین۔ اور پھر صحابہ کرام خصوصًا جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا تعامل (جو اسلام کی سچی تصویر تھے۔ اور اسکا آپ کو بھی اقرار ہے) تو بالکل نص صریح ہے۔

مولوی صاحب؟ اس مقام پر ایک نکتہ ہے۔ جسکو آپ نہین سمجھ سکے۔ یہان دو چیزین ہین۔ ایک الفت و محبت۔ دوسرے انصاف و عدالت اور خوش اخلاقی۔ شریعت اسلامیہ نے کافرون کے ساتھ اول الذکر چیز کو منع فرمایا ہے اور ثانی الذکر کی اجازت دی ہے بلکہ بعض صورتون مین واجب فرمایا ہے۔ اور ایسا کرنا عقل صراح کے بالکل مناسب ہے۔ غالبًا ہر شخص جانتا ہے کہ محبت و اُلفت ایک قلبی چیز ہے۔ اور جب کسی کی محبت دل مین جاگزین ہوجاتی ہے تو اُسکے جمیع اقوال و افعال و احوال محب کی نظر مین محبوب ہوجاتے ہین۔ لہذا مقتضای عقل بھی یہی ہے کہ کفار کے ساتھ محبت و الفت کی ممانعت کیجائے۔ ورنہ اُنکے افعال کفریہ بھی بوجہ محبوبیت کے مسلمانون کو محبوب ہوجاتے اور اسلام کی جگہ دل مین کفر کی جڑ قائم ہوجاتی۔ چنانچہ یہ بات حضرات نیاچرہ مین مشاہدہ ہورہی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔ یہی وجہ ہے کہ کفار کی محبت پر حق تعالی

یہ وعید ارشاد فرمائی کہ من یتولھم منکم فانہ منھم اور حدیث شریف میں یہی مضمون ان الفاظ میں وارد ہوا کہ من تشبہ بقوم فھو منھم۔

اس نکتہ کو آپ کے اُستاد جناب سرسید صاحب بھی نہیں سمجھے اور حدیث مذکور پر اپنی تہذیب الاخلاق میں بہت کچھ ردو قدح کر گئے۔ جسکی حقیقت کا اظہار "النجم" کے کسی گذشتہ نمبر میں ہو چکا ہے۔

ایک لطیفہ اور بھی قابل سننے کے ہے۔ کفار کے ساتھ مودت و موالات کو تو مولوی صاحب اس شدومد سے رائج کرنا چاہتے ہیں۔ مگر اکابر ائمۂ مسلمین سے مسلمانوں کو بدظن اور متنفر کرنے کی کوشش فرماتے ہیں۔ چنانچہ اسی کتاب الکلام میں جابجا اسکے شواہد موجود ہیں۔ اور کچھ ہمارے منقولات سابقہ میں بھی ہیں۔ عموماً تمام علمائے اسلام کو اور خصوصاً اشاعرہ رحمۃ اللہ علیہم کو مولوی صاحب نے جن ناپاک اور گستاخانہ الفاظ سے یاد کیا ہے، قابل ذکر نہیں۔ نمونہ کے طور پر مولوی شبلی صاحب کی علمی قابلیت اور اُنکے عقائد کی کیفیت ظاہر ہو چکی، میں سمجھتا ہوں کہ اسقدر کافی ہے گو ابھی الکلام کے متعلق بہت کچھ گنجایش ہے۔ مثلاً معجزہ کی بحث اور اس بحث میں جو غلط مضامین بزرگان دین کی طرف مولوی صاحب نے منسوب فرمائے ہیں اور اُنکی عبارات سے خود تراشیدہ نتائج کا اظہار کیا ہے۔ مثلاً مثلاً مولانا روم رحمہ اللہ کے اشعار سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ وہ معجزہ کے وقوع کے منکر ہیں۔ مولاناؒ کے اشعار منقولہ مولوی صاحب کا وہ شعر جو موضع استدلال ہے، یہ ہے ؎

دردلِ ہر امتے کز حق مزہ ست روے و آواز پیمبر معجزہ ست

حالانکہ مولانا کا ہرگز یہ مقصد نہیں۔ ہم خود بھی کہتے ہیں کہ انبیا علیہم السلام کی ہربات اُٹھنا بیٹھنا کھانا پینا سب معجزہ ہوتی ہے۔ اسکا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ انکے علاوہ اور کوئی معجزہ نہیں دکھاتے

لیکن اب میں اس سلسلہ کو بالفعل ختم کرتا ہوں فان فیما مضیٰ کفایۃ لاولی النہیٰ

جو شخص انصاف کے ساتھ اسلام کی محبت بھی اپنے سینہ میں رکھتا ہو وہ اب خوب سمجھ لیگا

کہ ایک اسلامی ریاست کی طرف سے **سیرۃ نبوی** صلی اللہ علیہ وسلم کا کام ایک ایسے شخص کے متعلق کیا جانا کہان تک مناسب ہی جو دینی علوم وفنون خصوصاً فن حدیث سے اس قدر بیگانہ ہو اور جس کے عقائد کا یہ حال ہو۔

ہان خوب یاد آیا۔ مولوی صاحب کی کتاب **سیرۃ النعمان** بارہ تیرہ سال ہوے مین نے دیکھی تھی وہ الکلام سے بھی بدرجہا بڑھی ہوئی ہی۔ اسکا ایک فقرہ مجھے یاد ہی۔ غالباً الفاظ اُسکے یہی ہون یا قریب اسکے "مناقب لکھنے والون نے خوش اعتقادی سے اسقدر کام لیا ہی کہ امام صاحب کا اصلی چہرہ نہین پہچانا جاتا" مطلب مولوی صاحب کا یہ ہی کہ امام صاحب کے مناقب بہت سے بے اصل ہین اور اسکے بعد ان بے اصل مناقب پر آپ نے کچھ قدح بھی کی ہی۔ خیر یہان تک تو کوئی بات نہ تھی۔ اگر مولوی صاحب ان مناقب پر محدثانہ تنقید کرتے۔ لیکن مولوی صاحب کے نزدیک تو صحت کا معیار وہ ہی جو اہل یورپ نے مقرر کیا ہی۔ جو باتین عام افراد انسانی مین نہین پائی جاتین۔ اُنکی روایت مولویصاحب کے نزدیک ہرگز صحیح نہین ہوسکتی۔ اور اگر روایت کی صحت مولوی صاحب مان بھی لین تو **مجاز و استعارہ** کا میدان مولویصاحب کیلیے بہت وسیع ہی

پس اگر مولوی صاحب نے **سیرۃ نبوی** علیہ السلام مین بھی انھین نادر اصول سے کام لیا (جنکو مولوی صاحب نے بلکہ انکے پیشواؤن نے **فلسفۂ تاریخ** کا مہمل لقب دے رکھا ہی) اور ضرور لین گے تو خیال کیجیے کہ کیا نتیجہ ہوگا؟ **مولوی صاحب** کی کوشش یہ ہوگی کہ اُس

اکرم الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات مین جو باتین عام انسانی حالات کے خلاف ہون اُنکو اپنے فلسفۂ تاریخ کے اصول سے رد کردین اور اگر کسی خوف یا مصلحت سے رد کرنا مناسب نہ سمجھین تو مجاز و استعارہ کہکر اُڑا دین۔

مولوی صاحب کی کوشش یہ ہوگی کہ اہل یورپ جن باتون کو ناپسند کرتے ہین اُن سے اُس سید کائنات کی ذات والا صفات کا بری ہونا ثابت کرین۔ اور جن باتون کو اہل یورپ پسند کرتے ہین اُنکو اُس نور خالص کی طرف منسوب کرین۔ المختصر مولوی صاحب اُن جاہ جہان

کو یورپ کی آنکھ سے دیکھنا چاہین گے حالانکہ وہ جمال جہان آرا اُس آنکھ سے نظر نہ آئیگا

لیلی را بچشم مجنون باید دید!

نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ سیرت بجائے اسکے کہ اُس سردار بنی آدم کی سیرت ہو، ایک یورپین جنٹلمین کی لائف ہوگی اور ناواقف مسلمان دھوکا کھائینگے۔ کسراب بقیعۃ یحسبہ الظمان ماءً۔

مولوی صاحب اس آیہ کریمہ کو "جعلنا بینک وبین الذین لایومنون بالآخرۃ حجابا مستورا" مجاز و استعارہ کہہ کر اُڑا دیتے ہون۔ مگر ہمارے نزدیک تو یہ خالص حقیقت ہی حقیقت ہی۔ ہم تو یہی یقین رکھتے ہین کہ کافرون کی آنکھ سے نکلے ہوئے خطوط شعاعیہ اُس روے دلارام تک پہنچ ہی نہین سکتے۔ جو باعزت ہوا اُس صوت مقدس سے مکیف ہوئی وہ کافرون کے ناپاک کانون تک جانا ہی پسند نہین کرسکتی واقعات بھی ہمارے اس یقین کی تائید کرتے ہین۔ اگرچہ مولوی صاحب مجاز و استعارہ کے دو آسان لفظ بول کر اُن واقعات کا بھی خاتمہ کردین گے۔

ہمنے احادیث مین یہ بھی پڑھا ہی کہ حضور وعظ فرمارہے ہین۔ کافر جمع ہین۔ آپ کے قریب ہی بیٹھے ہین مگر ایک دوسرے سے پوچھتا ہی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا کہہ رہے ہین؟ دوسرا کافر کہتا ہی کہ مجھے کچھ سنائی نہین دیتا صرف اسقدر دیکھ رہا ہون کہ انکے ہونٹ متحرک ہین[لہ]"

ہمنے صحیح ترین احادیث مین پڑھا ہی کہ ایک کافر اُس مظہر جمال آلہی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ کہتا ہی کہ "ان سے زیادہ بدشکل اور کریہ منظر دنیا مین مین نے کسی کو نہین دیکھا" اور چند ساعت کے بعد جبکہ وہ اسلام لاتا ہی تو کہتا ہی کہ "قسم ہی اُسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہی آپ سے زیادہ روے زمین پر کوئی حسین وجمیل اور کوئی محبوب نہین ہی"

جب احادیث مین یہ مضمون آئے گا کہ "ایک صحابی بیان کرتے ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

لہ اگر اس مقام پر کوئی کوتہ اندیش یہ شبہہ کرے کہ جب کافر آپ کی صوتِ مقدس سنتے ہی نہ تھے تو حجت الٰہی اُنپر کیونکر قائم ہوتی تھی اور وہ مکذب آپ کے کیون کہے جاتے ہین؟ تو مختصر جواب یہ ہی کہ بطور اعجاز کے وہ لوگ آپکی احادیث کی سماعت سے مشرف ہوجاتے تھے۔ کما تلوح الیہ کریمہ ان اللہ یسمع من یشاء وما انت بمسمع من فی القبور۔ والتفصیل یوجب التطویل۔

جب مدینہ منورہ تشریف لیگئے تو مدینہ کی ہر چیز روشن ہو گئی - اور جب آپ کی وفات ہوئی تو مدینہ کی ہر چیز تاریک ہوگئی" تو مولوی صاحب یا تو سرے سے اس مضمون کو غلط اور عاشقانہ مبالغہ سمجھکر درج ہی نہ کرینگے یا اسپر مجاز و استعارہ کا حاشیہ چڑھا دینگے -

مولوی صاحب تو محض راوی کی خوش اعتقادی سمجھیں گے جب دیکھیں گے کہ ایک صحابی فرماتے ہین کہ چاندنی رات تھی - بدر کامل نکلا ہوا تھا اور وہ تکیہ گاہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحن مین جلوہ افروز تھے - مَین کبھی چاند کی طرف دیکھتا تھا کبھی آپ کے روے زیبا کی طرف آخر مین نے یہ فیصلہ کیا کہ واللہ وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عندی احسن من القمر - یعنی قسم اللہ کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ میرے نزدیک چاند سے زیادہ حسین تھا"

مولوی صاحب کو کون سمجھائے کہ اُس سرورِ خوبان کو دوسرون پر قیاس نہ کرین - اُسکے افعال و اقوال و احوال کو اہل یورپ کے اصول سے نہ جانچین - اپنے فلسفۂ تاریخ کو معیار نہ قرار دین - تنقید روایات شوق سے کرین - مگر باصول اہل ایمان نہ اہل فرنگ و یونان - اہل ایمان نے جو قواعد تنقید روایت کے صدیون مین اپنی پیاری عمرین خرچ کر کے قائم کیے ہین اُن مین کیا کمی ہے کہ مولوی صاحب یورپ اور یونان کے صنمخانون مین جایا کرتے ہین اور اُنکے آگے دریوزہ گری کرتے کرتے اپنے کو تباہ کیے دیتے ہین -

یہ بھی کوئی منع نہین کرتا کہ ملاحدہ یورپ کے اعتراض کا جواب نہ دیجیے - دیجیے اور خوب دیجیے - بلکہ جو اعتراضات اب تک ہو چکے ہین اُنھین کے جواب پر قناعت نہ کیجیے، آیندہ پیش آنیوالے اعتراضات کی بھی دربندی کیجیے - یہ تو عین مدعا ہے - مگر مولوی صاحب! آپ کو اس کام کے لیے غیرون سے بھیک مانگنے کی ضرورت نہین ہے - خود آپ کے گھر مین اسکا ذخیرہ موجود ہے اور ذخیرہ بھی ایسا کہ دیدہ نہ شنید - تعجب ہے کہ جسکے پاس کتاب لایاتیہ الباطل موجود ہو وہ غیرون کے آگے سر تسلیم خم کرے - برین عقل و دانش بباید گریست

مولوی صاحب ؟ انبیا علیہم السلام کی شان تو بہت رفیع ہے، انکے متبعین کاملین کی

شان کا اندازہ بھی آپ کا فلسفۂ تاریخ نہین کرسکتا۔

پاے استدلالیان چوبین بود
پائے چوبین سخت بے تمکین بود

اب مین اس مضمون کو ختم کرتا ہون۔ کہان تک لکھون اور کیا کیا لکھون۔

سخن از حد خود بگذشت بس کن
نفس شد آتشین ضبط نفس کن

میرے ان مضامین پر مولوی صاحب کے بعض حامیون نے یہ تہمت لگائی کہ میرا مقصد ان مضامین سے یہ ہی کہ والیہ بھوپال مولوی صاحب کی تنخواہ بند کردین اور یہ کام انسے انتزاع کرکے میرے متعلق کرین، گویا ان لوگون نے میرا دل چیر کر دیکھ لیا ہی۔

مجھے اس تہمت سے براءت کی چندان ضرورت نہین۔ کیونکہ یہ بالکل کھلی ہوئی بات ہی کہ مین ایسی خواہش ہرگز نہین کرسکتا۔ آخر اس مین میرا نفع کیا ہی؟ نفع دینی کو اگر کہیے تو ثواب اُسی کام مین ملتا ہی جو محض حق جل جلالہٗ کی خوشنودی کے لیے کیا جائے۔ اور کسی امیر یا رئیس کی فرمایش کے بعد ہم ایسے ضعفا کیلیے مشکل ہی کہ اُسکی خوشی ناخوشی، پسند یا ناپسند اور کم از کم اُسکے حکم کے توسط سے قطع نظر کرسکین۔ لہذا ایسے کامون مین ثواب کی امید تو رخصت ہوچکی۔ رہا نفع دنیاوی۔ وہ بحمد اللہ تعالی مجھے گھر بیٹھے۔ بغیر کسی کے منت و احسان کے خاطرخواہ مل رہا ہی۔ عجب خبط بلکہ جنون ہوگا کہ مین اُسکو کسی کے منت و احسان سے آلودہ کرون۔ ولنعم ماقیل

شاہ مارا دہ دہ منت نہد
رازق مارزق بے منت دہد

المختصر میرا مقصد صرف اظہار حق ہی۔ اگر والیۂ بھوپال متنبہ ہوجائین اور اس خالص نصیحت و خیرخواہی سے فائدہ اُٹھائین۔ فبہا۔ ورنہ، ما علینا الا البلاغ۔

مرزائی صاحبان کا اخبار الحق

اور

"النجم"

مدت سے مرزائی صاحبان "النجم" سے چھیڑ چھاڑ کر رہے ہین۔ بڑے شد و مد سے انجمن مرزائیہ لکھنؤ کے سکرٹری صاحب نے خود دفتر النجم مین آکر مناظرۂ تحریری طے کیا۔ تمام مراحل طے ہو گئے یہ بھی طے ہو گیا کہ بحث کی ابتدا اس امر سے ہوگی کہ مرزا غلام احمد صاحب کا اپنی نسبت کیا دعوے تھا۔ اور اُس دعوے کا کیا ثبوت اُنھون نے پیش کیا۔ یہ بھی طے ہو گیا کہ فریقین کی بحث پوری پوری بدر و النجم دونون مین چھپا کرے۔

یہ سب کچھ طے تو ہو گیا۔ مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ بہت دنون کے بعد اس عہد کی خبر یہ نکلی کہ ایڈیٹر صاحب بدر نے اس وادی مین آنے سے گریز فرمایا اور اس گریز کے دو عذر پیش کیے۔ ایک یہ کہ ناظرین بدر اس قسم کی بحثین بہت دیکھ چکے ہین۔ دوسرے یہ کہ بدر کے کالمون مین اس بحث کے اندراج کی گنجایش نہین۔ اِن دونون عذرون کا معقول جواب النجم مین دیا گیا۔ اور عذر دوم کے متعلق تو یہان تک لکھا گیا کہ بدر مین کچھ صفحات بڑھا دیجیے۔ اور صفحات مزیدہ کی لکھائی چھپائی کاغذ کے دام دفتر النجم سے آپ کو دیے جائینگے۔ لیکن اس معقول جواب کا بھی کچھ اثر نہ ہوا۔

اسی درمیان مین چند اکابر قادیان لکھنؤ آئے۔ اور اُنھون نے اپنے مذہب کی خصوصیات بیان کرنے کیلیے جلسہ کا اشتہار بھی دیا۔ ان مین خواجہ کمال الدین صاحب اور مرزا محمود احمد صاحب فرزند مرزا غلام احمد صاحب بھی تھے۔ ناچیز مدیر النجم نے اولاً زبانی بعد ازان تحریری پیغام مناظرہ کا بھیجا۔ مگر اُن حضرات نے صاف انکار کر دیا کہ ہم مناظرہ نہ کرینگے۔ بلکہ میرے اس پیغام کے بعد اپنے اشتہار کی بھی پابندی نہ کی اور بغیر اپنے مذہب کی اشاعت کیے ہوے لکھنؤ سے تشریف لے گئے۔

پھر یہ خبر گرم ہوئی کہ مدیر النجم سے مناظرہ کرنے کیلیے خلیفہ صاحب نے ایک جماعت کو نامزد کیا ہی
اور حکم دیا ہی کہ اس جماعت مین کوئی شخص منتخب کرلیا جائے - اس خبر کے ظہور کا انتظار کرتے
کرتے طبیعت پریشان ہوگئی - بارے خدا خدا کرکے ایک مدت کے بعد معلوم ہوا کہ میر قاسم علی صاحب
دہلوی **ایڈیٹر الحق دہلی** مجھ سے مناظرہ کیلیے متعین ہوگئے -

النجم مین بہت خوشی کے ساتھ رضامندی ظاہر کیگئی - مگر میر قاسم علی صاحب کی یہ ہمت ہوئی
کہ طے شدہ مسائل پر بحث کرین - لہذا اُنھون نے بچون کی طرح یہ ضد شروع کی کہ بحث کی ابتدا وفات
وحیات مسیح علیہ السلام پر ہو - اتمام حجت کے لیے النجم مین اسکی منظوری بھی شائع کردیگئی -

اب تو ایڈیٹر صاحب الحق کو سخت پریشانی لاحق ہوئی - آخر اُنھون نے اُس فرسودہ تدبیر
سے کام لینا چاہا جو ایک زمانہ مین **حکیم سبحان علیخان صاحب شیعی** نے صاحب منتہی الکلام
ادخلہ اللہ دار السلام کے مقابلہ مین سوچی تھی - اور جسپر شیعون کے امام مولوی حامد حسین صاحب نے
عمل کرکے کتاب **استقصا** تیار کی اور ادھر اُدھر کی رطب و یابس قصے بھر کر نام کردیا کہ منتہی الکلام
کا جواب ہوگیا "

اس تدبیر کو **ایڈیٹر صاحب الحق** نے اپنے لیے علق نفیس سمجھا اور آپ نے ایک طولانی فہرست
سوالات کی پیش کی کہ پہلے ان سوالات کا جواب دیجیے تو بحث شروع ہو - مطلب یہ تھا کہ ان
خارج از بحث باتون مین اُلجھکر اصل بحث غائب ہوجائے اور نام کردیا جائے کہ "مدیر النجم سے
بحث ہو رہی ہی"، مگر افسوس کہ میر قاسم علی صاحب نے عقل سلیم سے کام نہ لیا اور یہ نہ سمجھے کہ جب
صاحب استقصا جیسے کہنہ مشق کی تدبیرین بحول اللہ و قوتہ مدیر النجم نے برباد کردین تو ایڈیٹر الحق
کیونکر کامیابی حاصل کرسکتے تھے -

المختصر جب النجم مین اُن سوالات کے جواب سے (یہ کہکر کہ اصل بحث سے انکو کچھ تعلق نہین)
اعراض کیا گیا تو اسی تدبیر پر اب ایک دوسرے پیرائے مین عمل کرنا چاہا -

وہ دوسرا پیرایہ یہ ہے	**الحق** مورخہ ۱۴ - اکتوبر سنہ ۱۲ء مین حسام الدین صاحب فیض آبادی

انکا وہ اشتہار شائع کیا ہی جو دو سال پہلے لکھنؤ مین **شیعون کی دستگیری** وحمایت یا انکی **خوشامد** کے لیے شایع کیا تھا - معلوم نہین مشتہر صاحب کو اس خوشامد کا معاوضہ بھی **رؤسای شیعہ** سے ملا یا محض **بمقتضای جنسیت** انھون نے یہ کام کیا؟ اس اشتہار مین یہ کوشش کی گئی تھی کہ شیعون کا ایمان قرآن پر ثابت کیا جائے -

قرآن کریم کا یہ ایک عجیب وغریب **معجزہ** ہی کہ جو مضامین اس مین اس قسم کے بیان ہوے ہین کہ بغیر تجربہ اور مشاہدہ کے اُنکی بابت اطمینان قلبی ہر شخص کو حاصل نہین ہوتا - انکا ظہور ہر دور و ہر قرن مین ہوتا رہتا ہی - اسکی صدہا مثالین اسوقت مل سکتی ہین - جنمین سے دو تین بیان عرض کیجاتی ہین

(۱) قرآن مجید مین بیان ہوا ہی کہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم لواطت کا ارتکاب کرتی تھی - چونکہ یہ فعل فطرت انسانی کے خلاف ہی - صحابۂ کرام متعجب رہتے تھے - حضرت علی مرتضیٰ کے عہد خلافت مین ایک شخص نے اسکا ارتکاب کیا اور وہ گرفتار کیا گیا - حضرت علی مرتضی نے فرمایا کہ آج سے پہلے اگر قرآن مین اسکا تذکرہ نہ ہوا ہوتا تو ہم کو کبھی یقین نہ آتا کہ اس فعل کا ارتکاب کوئی انسان کر سکتا ہے ::

(۲) قرآن مجید مین آیا ہی کہ کچھ کافر عہد نبوت مین ایسے تھے کہ باوجود معرفت حق حاصل ہو جانے کے اپنے مذہب باطل کو ترک نہ کر سکتے - ایک شخص تعجب کر سکتا تھا کہ یہ کیونکر ممکن ہی کہ کوئی شخص حق کو حق جان لے اور پھر اُسکی طرف رجوع نہ کرے ؟ لہذا حق تعالی نے ہر زمانہ مین اسکے نمونے قائم فرمائے - اسوقت تمام فرقہاے باطل مین اسکی مثالین موجود ہین - شیعہ اور مرزائی صاحبان مین اس قسم کے حضرات کا موجود ہونا عالم آشکار ہی - فرق قلت وکثرت کا ہی جسکی ضلالت زیادہ ہی اُسمین ایسے افراد بکثرت ہین، جسکی ضلالت کم ہی اُسمین ایسے اصحاب کی قلت ہی

(۳) قرآن کریم مین بیان ہوا ہی کہ عہد نبوت کے یہود ونصاری باوجودیکہ مسلمانون سے اور اُنسے بہ نسبت مشرکین مکہ کے اشتراک زیادہ تھا - مگر وہ مشرکین کو مسلمانون پر ترجیح دیتے تھے اور کہتے تھے ہٰؤلاء اہدی من الذین آمنوا سبیلا - اور مسلمانون کے مقابلہ مین مشرکون کی مدد کیا

کرتے تھے - اس مضمون پر بھی کوئی شخص تعجب کر سکتا تھا کہ یہ کیونکر ممکن ہی کہ جس سے کچھ اشتراک و اتحاد ہو - گو وہ کتنا ہی قلیل کیون نہ ہو بمقابلہ اسکے ایک شخص کی حمایت کیجائے جو بالکل غیر ہو - خصوصاً ایسی حالت مین کہ وہ غیر برسرِ حق بھی نہ ہو -

لہذا حق تعالی نے وہ نمونہ بھی قائم رکھا - اور اب سے دو برس پہلے حسام الدین صاحب فیض آبادی، اور آج ایڈیٹر الحق کو اس نمونہ کے زندہ رکھنے والون مین داخل فرمایا پوچھیے کہ آپ کو اس سے مطلب ؟ شیعہ منکر قرآن ہین یا نہین ہین، اپ کو کیا ؟ اگر کچھ مال و دولت اسکے معاوضہ مین ملا ہو - یا کچھ تقرب امراے شیعہ کے دربار مین حاصل ہو گیا ہو تو چاہے حسام الدین صاحب اُسکو نعمت غیر مترقبہ سمجھین - مگر ایک عقلمند کے نزدیک ایسا مال و دولت جو حق فروشی کر کے حاصل کیا جائے کوڑے کرکٹ سے بدتر ہی

ایڈیٹر الحق کا مقصد اصلی اس اشتہار کے شائع کرنے سے صرف یہ ہی کہ اصل بحث کسی طرح غائب ہو جائے اور مرزا غلام احمد صاحب کے متناقض اور ظاہر البطلان دعوون کا پردہ فاش نہ ہو - مگر مین سچ کہتا ہون کہ یہ ناممکن ہی - اب وہ وقت آگیا ہی کہ آیہ کریمہ لقطعنا منہ الوتین کا معجزہ جو ایک خاص جماعت کے علم مین محدود ہی، النجم کے صفحات مین جلوہ افروز ہو کر تجلی عام فرمائے -

لہذا اس اشتہار کے جواب سے بھی اعراض کیا جاتا ہی اور ایک مہینہ کی مہلت دیجاتی ہی - اگر اس درمیان مین ایڈیٹر الحق نے مرزا صاحب کے دعوون پر بحث شروع نہ کی تو انشاء اللہ تعالی سال آیندہ کے پہلے پرچہ سے یہ نادر بحث النجم مین شروع کر دیجائے گی -

حسام الدین صاحب نے اس مضمون مین گو شیعون سے بھی مدد لی ہی مگر پھر بھی اُنھون نے شیعون کی حمایت مین بڑی محنت اُٹھائی - اور اپنی اس حمایت پر اُنکو ناز بھی ہی - لہذا ضروری ہی کہ مختصر طور پر اس مضمون کی سخافت پر اُنکو نہین - بلکہ ناظرین النجم کو مطلع کیا جائے -

حسام الدین صاحب نے شیعون کے مومن بالقرآن ہونے کی تین دلیلین پیش کی ہین -

اوّل یہ کہ شیعون کا ایمان اگر قرآن پر نہین ہی تو پھر کس چیز پر ہی ؟ -

دوم یہ کہ سترہ ہزار آیت والی روایت کی سند مجروح ہی -

سوم ۔ شیعون کے فلان فلان عالم قرآن موجود کو کامل کہہ گئے ہین -

بس یہی تین دلیلین ہین ۔جن کا سننا بھی ایک ذی علم عاقل کو گوارا نہین ہوسکتا - اب جواب سنیے۔ پہلی دلیل تو سبحان اللہ عجب نئی اور نرالی دلیل ہی - اور ایسی عجیب غریب کہ جس باطل سے باطل مذہب کو چاہیے اسکے ذریعہ سے حق بنا دیجیے - دہریہ اور ملحد جو کوئی مذہب نہین رکھتے ، وجود الٰہی کے قائل نہین ہین کتب الٰہیہ پر ایمان کجا - انکو بھی اس دلیل سے مومن کامل بنا سکتے ہین کہ اگر انکا ایمان کتب الٰہیہ اور انبیا پر نہین ہی تو پھر کس چیز پر ہی ؟ دوسری دلیل کا جواب یہ ہی کہ اوّل تو اس روایت کا مجروح ہونا غیر مسلّم ہی (دیکھیے مناظرہ حصہ اول) دوسرے صرف اسی ایک روایت کی بنا پر شیعون سے ایمان بالقرآن کی نفی نہین کیگئی بلکہ اور بہت سی روایتین ہین اور شیعون کا اقرار ہی کہ انھین روایتون کے موافق ہمارا عقیدہ بھی ہی - اور یہ بھی اقرار ہی کہ یہ روایتین صحیح ہین ۔ پھر ان روایتون سے الگ ہو کر ایک قوی دلیل اور ہی جسکو تمام عالم جانتا ہی - اور وہ ایسی قطعی ہی کہ آپ بھی واقف ہین - تیسری دلیل کا جواب یہ ہی کہ گنتی کے دو چار شخص جو قرآن موجود کو کامل کہہ گئے اُنکے قول سے مذہب شیعہ پر کوئی اثر نہین پڑ سکتا ۔ کیونکہ مذہب شیعہ اِن گنتی کے دو چار شخصون کے اقوال کا نام نہین ہی ۔ بلکہ بقول شیعہ انکے مذہب کی بِنا ائمہ کے اقوال پر ہی - دوسرے یہ کہ ان دو چار شخصون نے کوئی دلیل موافق اصول مذہب شیعہ کے پیش نہین کی ، بلکہ اہل سنت کے دامن مین پناہ گزین ہوے ہین - جس طرح مسلمانون مین اگر کوئی شخص خلاف قرآن و حدیث کے کوئی بات ایجاد کرے تو مسلمان اسکے ذمہ دار نہین ہو سکتے - عیسائیون مین اگر کوئی شخص کفارہ کا انکار کر جائے تو عیسائیون کو اس سے کوئی واسطہ نہین - اسی طرح شیعون کو اِن گنتی کے دو چار آدمیون کے قول سے کیا تعلق ؟ بلکہ یہ لوگ خلاف احادیث ائمہ کے قرآن کے کامل ہونے کا عقیدہ اختیار کر کے مذہب شیعہ سے باہر ہو گئے -

باقی لطائف اس مضمون کے آیندہ نمبر مین انشاء اللہ تعالیٰ لکھے جائین گے -

---

مراسلات

مخدومی جناب مولنٰنا محمد عبد الشکور صاحب دامت فیوضکم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ -
مین ناظرین النجم کے تفنن طبع اور حضرات شیعہ کی تسکین خاطر کے لیے اپنے والد ماجد کی کتاب
کشف التلبیس سے (جو بجواب **نور ایمان** (شیعہ جو درحقیقت ظلمت کفر ہی) لکھی گئی تھی
اور اتفاق سے اب تک شائع نہ ہو سکی اور جسکی اشاعت کے شائقین نہایت متمنی تھے۔ چنانچہ ایک
حصہ جو خاص درباب متعہ ہی- جسکی نسبت بعض اکابر علماء نے تحریر فرمایا ہی کہ ایسی جامع
اور سیر حاصل کتاب اس بحث مین نظر سے نہین گزری - فی الحال زیر طبع ہی اور انشاء اللہ تعالے
تقریباً دس جزو کی ضخامت کے ساتھ بہت جلد ہدیۂ ناظرین ہو گی - اور بقیہ جلدین بھی یکے بعد دیگرے
انشاء اللہ جلد جلد شائع ہوتی رہنگی) ایک مضمون روانۂ خدمت گرامی کرتا ہون - براہ کرم درج
اخبار فرما کر مشکور فرمائین

ایک مقام پر مطاعن خلفاے راشدین رضی اللہ تعالی عنہم کا جواب دیتے ہوے فرماتے ہین
"ایک طرف تو علماے شیعہ اس قسم کے خرافات بکتے ہین جن کے سننے سے کمینہ سے
کمینہ کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہونگے - اور جہان کمالات مرتضوی کو بیان کرنے لگتے
ہین تو پھر نہ پوچھیے - زمین و آسمان کے قلابے ملاتے اور اپنی پچھلی رام کہانیان
ساری بھول جاتے ہین - اب **افادات مجلسی** کو ملاحظہ فرمائیے - حق الیقین صفحہ ۱۷۱
مین درباب طرق اثبات امامت ارقام فرماتے ہین:" **چہارم** آنکہ حق تعالی دوست و
دشمن را ہمہ محبوب و مجبول بر تعظیم ایشان ساختہ حتی کہ خلفای جور و امراے ایشان کہ نہایت
عداوت با ایشان داشتند تفخیم و توقیر ایشان مینمودند و انکار جلالت و فضل نمی نمودند چنانچہ
خلفای ثلثہ کہ غصب حق امیر المومنین نمودہ بودند در ایام امامت خود ظاہر ا در عزاز

واکرام آنحضرت وحسنین علیہم السّلام نہایت مبالغہ می نمودند وچنین معاویہ با آنکہ بنائے کارش برفساد وعناد بود بازانکار فضیلت ومناقب آنحضرت نمی نمود وبغیر شرکت درقتل عثمان فسقے باآنحضرت نسبت نمیداد وبہمین قانع بود کہ حضرت امارت اورا برائے او باقی بدارد واقرار کنند بخلافت آنحضرت وبیعت کنند ومکرر مناقب وفضائل آنحضرت را در حضور او مذکور ساختند وانکار نمی کرد انتہیٰ

نیز مجلسی آخر بحث مین لکھتا ہے - پس معلوم شد کہ از معجزات امام وشواہد امامت آنست کہ حق تعالیٰ محبت ایشان دردل دوستان وھابت ایشان را دردل دشمنان می افگند کہ طوعاً وکرہاً درحیات وممات تعظیم ایشان می نمایند انتہیٰ "

کوئی عاقل اس جمع بین الضدین کو دیکھے - اگر مطاعن کو سچ مانیے تو معجزات امام وشواہد امامت کا بطلان تسلیم کرنا پڑتا ہے اور معجزات کی تسلیم سے مطاعن کی تکذیب اب بقولے من ابتلی ببلیتین فلیختار احدہما - مقتضای عقل ومحبت اہلبیت تو یہ ہے کہ ان معجزات ودلائل امامت ہی کو تسلیم کیجیے اور خرافات ملاحدہ وزنادقہ پر خاک ڈالیے جسمین آبرو تو خدا خدا کرکے بچے - خلافت نہ ملے تو بلا سے جانے دیجیے - یون تو خلافت بھی گئی اور آبرو بھی جاتی ہے - انا للہ وانا الیہ راجعون -

اب ہم ان ہی شواہد امامت ومعجزات امام کو بطریق قلب حقیت خلافت خلفاء ثلثہ کی دلیل قرار دیتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ باتین بابلغ وجوہ تمام وکمال خلفای ثلثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حاصل تھین - جس طرح حضرت معاویہؓ باانیہمہ عناد قلبی (بقول روافض) جناب امیر کی شان مین بزمانہ خلافت مرتضوی کلمات ناشایستہ استعمال نہ کرسکے - اسی طرح جناب امیر کو بھی خلفائے ثلثہ کے خلافت راشدہ مین باانیہمہ شجاعت وبہادری بجز سکوت وتسلیم کے کوئی چارہ نہین تھا اور طوعاً خواہ کرہاً تبیع خلفائے ثلثہ بنے رہے - عہد خلافت میں لب ہلانے کی جرأت نہ ہوئی (بلکہ اپنے

زمانہ خلافت مین بھی محامد خلفای راشدین (اگرچہ ازراہ تقیہ ہی سہی) بیان فرماتے رہے بخلاف جناب امیر و حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے کہ ان کے باہمی مشاجرات و مقاتلات محتاج بیان نہین ہین - ایسی واضح اور مسلمہ دلیل پر بھی شیعے خلافت راشدہ کو خلافت مغصوبہ کہین تو یہ خوبی عقل و فہم ہی - ع

اذا لم تکن للمرء عین صحیحۃ　　فلا غرو ان یرتاب و الصبح مسفر

سید احمد - غفر اللہ الصمد - از دیورہ - ضلع گیا

(۲)

متعلق ناول عالم برزخ مین واویلا

عنوان بالا کے نام سے جو دلچسپ تاریخی ناول ایک ہمدرد اسلام نے النجم مین شائع کرنے کیلیے تیار کیا ہی جسکا ایک حصہ بطور نمونہ کے گزشتہ نمبر مین شائع ہوا ہی - اُسکو ناظرین النجم نے پسند کیا اور بعض اصحاب نے اپنی پسندیدگی سے بذریعہ خطوط اطلاع بھی دی - چنانچہ دو خط اسوقت درج کیے جاتے ہین -

(۱) جناب شاہ محمد زکریا صاحب خریدار النجم نمبر ۱۷۲۸ ضلع جون پور سے لکھتے ہین -

"رسالہ ۷ - ذیقعدہ النجم کو نحیف نے بغور پڑھا - جو لطف آیا اُسکا خدا علیم و دانا ہی - یہ ناول ضرور آپ کے پرچہ کے ساتھ شائع ہو - اگر اسکے شایع ہونے مین چندہ سالانہ کا اگر اضافہ ہو تو نہایت خوشی سے اُسکو منظور کرتا ہون - جو صاحب ناول کے لکھنے والے ہین اُنکو خداوند تعالی جزائے خیر دے - آمین ثم آمین - بہرحال مجھکو بڑی خوشی ہوئی اس لیے آپ کو فوراً اپنے ارادے سے مطلع کرتا ہون - والسلام"

(۲) جناب احمد کریم خان صاحب ضلع رائچور دکن سے تحریر فرماتے ہین کہ اس ناول کو سب لوگون نے پسند کیا - اس ناول کا شائع ہونا نہایت مفید اور ضروری ہی "

(۳) ایک صاحب اور تحریر فرماتے ہین - کہ رسالہ شیعہ کے ایڈیٹر صاحب بڑی بیباکی سے عالم برزخ مین ہل چل والا ناول شائع کیا کرتے تھے - لیکن عالم برزخ مین واویلا کے دیکھنے سے اُنکا شوق پورا ہوجائیگا - ناول وہ بھی لکھتے ہین اور ناول یہ بھی ہی - لیکن دونون ناولون مین جو فرق ہی اُسکو اہل نظر سمجھین گے ؎

وللزنبور والبازی جمیعا لدے الطیران اجنحۃ وخفق
ولکن بین ما یصطادہ باز وما یصطادہ الزنبور فرق

زنبور اور باز دونون مین بوقت طیران پر اور بازو ہوتے ہین مگر باز کے شکار مین اور زنبور کے شکار مین بڑا فرق ہی -

ایڈیٹر شیعہ کے ناول سے النجم کے ناول کو کیا نسبت ؟ کہان نور کہان ظلمات - کہان وساوس و وہمیات - اور کہان آیات بینات - کہان شہد اور کہان حنظل - کہان آب حیات اور کہان زہر ہلاہل - کہان اسپ تازی اور کہان خر - کہان خیر محض اور کہان شر - حق تعالی آپ کو جزاے خیر دے اور جو صاحب اس ناول کے مرتب کرنیوالے ہین اُنکو اس نیک عمل کا ثواب عنایت فرمائے - فی الواقع بڑی دلچسپ اور مفید چیز ہوگی - ضرور اسکو شائع ہونا چاہیے "

از مدیر النجم

انشاء اللہ تعالی شروع سال سے جس کو تقریباً ایک مہینا باقی ہی، یعنی محرم ۱۳۳۱ھ سے اس ناول کا سلسلہ شروع ہوگا - ناول کے مولف صاحب کو چاہیے کہ ایک حصہ کامل اُسکا دفتر ہذا مین بھیجدینا -

میری راے یہ بھی ہی کہ حاشیہ پر اُن کتابون کا حوالہ بہ نشان صفحہ و جلد دیدیا جائے جس سے مضامین کا اقتباس اس ناول مین کیا جائے - آیندہ جیسی مصلحت مؤلف صاحب کی ہو وہ مجھسی زیادہ اس کو سمجھ سکتے ہین -

ایڈیٹر اصلاح کے فرار پر
ایک
دلچسپ گفتگو

ایک لائبریری ہی - جس مین اُردو انگریزی کے ہر قسم کے اخبار اور رسالے آتے ہین - اور ہندو مسلمان سب اپنے اپنے فرصت اور تفریح کے اوقات مین وہان جاتے ہین - اور اپنے اپنے مذاق کے موافق رسالے اور اخبار دیکھتے ہین - غالباً شیعون کا کوئی رسالہ وہان نہین جاتا، یا میری نظر نہ پڑی ہو - النجم بھی چند روز سے وہان جاتا ہی -

ایک روز کا ذکر ہی کہ کچھ ہندو اور کچھ شیعہ اور دو ایک سُنّی لائبریری مین کرسیون پر بیٹھے ہوے تھے بیچ مین ایک لانبی میز تھی اسپر اخبار اور رسالے چُنے ہوے تھے - اتفاقاً ایک ہندو صاحب کے سامنے رسالۂ النجم رکھا ہوا تھا - انھون نے چاہا کہ مین اسکو دیکھون - جیسے ہی اُنھون نے اسکو اُٹھایا کہ انکی برابر کی کرسی پر جو شیعہ صاحب بیٹھے تھے - بولے " دیکھیے پنڈت جی کیا مزے کی خبر ہی" پنڈت جی چونکہ النجم کو ہاتھ مین لیے ہوے تھے، چندان ملتفت نہ ہوے - شیعہ صاحب نے النجم کو انکے ہاتھ سے چھین کر فرمایا " پنڈت جی - آپ بھی کس واہیات رسالہ کو دیکھ رہے ہین - یہ دیکھیے تازی تازی خبر ہی!"

مین نے یہ دیکھکر غیر طرفدارانہ لہجہ مین کہا کہ صاحب آپ کو اس سے کیا ؟ پنڈت جی کا دل اسوقت اسی رسالہ کے دیکھنے کو چاہتا ہی - آپ کیون زبردستی کرتے ہین" شیعہ صاحب میری طرف دیکھکر خاموش ہو رہے - پنڈت جی تھوڑی دیر تک النجم کو دیکھتے رہے - یکایک ایک مرتبہ کہنے لگے

" ہاتھ لا دوست - اب مین سمجھا کہ آپ اس رسالہ کے دیکھنے سے کیون منع کرتے تھے - یار! تو تو بڑی بے پر کی اُڑایا کرتا تھا کہ یدن ہمارے عالم سنیون کو ہرا دیتے ہین اور یون بھگا دیتے ہین فلان جگہ مناظرہ ہوا - سنیون کے بڑے بڑے ڈبل مولوی بھاگ گئے - اور اب کوئی سُنّی سامنے نہین آتا - اب

یہ کیا ہے؟ ایڈیٹر اصلاح کا فرار اس مین تو لکھا ہوا ہے -

شیعہ صاحب - پنڈت جی یہ سب غلط ہے- ہان، مین اسلیے منع کرتا تھا کہ اسکا بڑا قصہ ہے۔ آپ کا وقت مفت مین ضائع ہوگا اور آپ نہ سمجھین گے "

پنڈت جی - واہ میر صاحب واہ - کیا کہنا ہے- ہو آخر لکھنؤ کے- کہان تک اثر نہ ہو- پہرون سنیون کے بھاگنے کے قصے جو مجھ سے بیان کرتے تھے اُسمین میرا وقت ضائع نہوا تھا- اب ایک تمہارے مولوی کے بھاگنے کا نام آیا تو اس مین بڑا قصہ ہوگیا اور اب میرا وقت بھی ضائع ہوگا، اور مین سمجھونگا بھی نہین - یار- اب مین نہ مانونگا- تم نے میرا بہت سر کھایا ہے- اب بتاؤ یہ کیا ماجرا ہے- مین تو سمجھتا ہون تم سب جھوٹ کہا کرتے تھے اصل مین بھگوڑے تمہارے مولوی ہین "

شیعہ صاحب - دیکھیے پنڈت جی علماے دین کو اس طرح نہ کہیے اسمین بگڑ جائیگی۔ ہنسی دل لگی ہر موقع پر اچھی نہین ہوتی "

پنڈت جی - یار تم تو عجب آدمی ہو- رونے لگے ہ سنیون کے مولویون کو تم بھگوڑا کہتے تھے کیا وہ علماے دین نہ تھے - دوست چاہے کچھ ہو، آج مین گھر تک تمہارا پیچھا نچھوڑونگا- مجھکو بھی تم پنڈت جگت پرشاد سمجھو-

شیعہ صاحب- پنڈت جی- یہ سب جھوٹھ ہے- اڈیٹر صاحب اصلاح بھلا اس پدی سے کیا بھاگتے - یہ شخص اپنے رسالہ کو ترقی دینے کے لیے ایسی جھوٹھی جھوٹھی باتین اکثر چھاپ دیا کرتا ہے- یہ بڑا مفسد ہے- جب سے یہ رسالہ نکلا ہے شیعہ سُنی مین فساد پڑ گیا - اسکی ایک بات بھی سچ نہین ہوتی "

مین - جناب میر صاحب! کیا واقعی یہ سب جھوٹھ ہے؟ نہ ایڈیٹر اصلاح نے ایڈیٹر النجم کو دعوت دی - نہ ایڈیٹر النجم نے کوئی رجسٹری شدہ خط بھیجا - نہ ایڈیٹر اصلاح نے یہ دو ناممکن اور خلاف معاہدہ شرطین لگا کر مناظرہ سے معافی مانگی ہے "

شیعہ صاحب - جی ہان- یہ سب غلط اور بالکل جھوٹھ ہے "

مین اجی میر صاحب دن دہاڑے تو آنکھون مین خاک نہ ڈالیے - دیکھیے کہین چھت

نہ پھٹ پڑے۔ مین آپ کو اسی وقت یہ سب باتین جن کو آپ جھوٹھ کہہ رہے ہین پرچہ اصلاح مین دکھا سکتا ہون۔

شیعہ صاحب۔ جناب میری اور آپ کی گفتگو نہین ہو۔ پنڈت جی میرے پرانے ملاقاتی ہین میری اور انکی باتین ہو رہی ہین۔ آپ کو بیچ مین بولنے کا کیا حق ہو۔

مین۔ ای جناب مجھے کیا معنی۔ راہ چلتون کو بولنے کا حق ہو۔ ایسی غلط باتین آپ بیان کرین تو در و دیوار آپ کو ٹوک دینگے۔

پنڈت جی۔ دوست بگڑتے کیون ہو معقول جواب دو روٹھے کیون دیتے ہو۔ اب تو سب قلعی کھل گئی۔ بڑی شیخیان بگھارا کرتے تھے۔

شیعہ صاحب۔ پنڈت جی دیکھیے، میری اور آپ کی باتین اور رنگ کی ہین۔ اب اسمین دوسرا رنگ پیدا ہو گیا۔ اب اس گفتگو کو موقوف کیجیے۔ ورنہ آج سے میری آپکی صاحب سلامت مین فرق آجائیگا۔

پنڈت جی۔ واہ میان۔ بس تم اتنے ہی تھے (میری طرف مخاطب ہو کر) یہ میر صاحب روز میرے ہان آیا کرتے تھے۔ میرا سائیس سُنی مذہب کا ایک نوجوان لڑکا ہو۔ مہینون سے اُسکے پیچھے پڑے ہوے ہین کہ تو شیعہ ہو جا۔ تیرا درماہہ گھر بیٹھے مقرر کرا دینگے تیری شادی کرا دینگے۔ وہ بھی کچھ راضی ہو چلا تھا کہ مجھے خبر ہو گئی۔ مین نے میر صاحب کو ڈانٹا کہ اچھا دوستی کا حق ادا کر رہے ہو۔ ایک آدمی میرا ہی اسے بھی بھگائے دیتے ہو۔ اچھا تم اسکو شیعہ بنانا چاہتے ہو تو پہلے یہ بتاؤ کہ اسکے پہلے دھرم مین کیا خرابی ہو۔ بس اسی کے متعلق مجھ سے ان سے مہینون سے گفتگو ہو رہی ہو۔ ایڈیٹر اصلاح کی کئی مرتبہ انھون نے مجھ سے تعریف کی کہ وہ بہت بڑے عالم ہین اور مناظرہ خوب جانتے ہین۔ سنیون مین کوئی انکا جواب دینے والا نہین ہو۔ آج ساری قلعی میانجی کی کھل گئی۔ اور جو یہ کہتے ہین کہ صاحب سلامت بند۔ بھئی وہ کچھ مجھے دیتے ہون نہ دین۔ خانہ آباد دولت زیادہ۔ مین آج تک ایک الائچی کا شرمندہ نہین۔

مین۔ اچھا میر صاحب فرمایئے تو مین رسالۂ اصلاح مین یہ سب باتین آپ کو دکھاؤن؟

شیعہ صاحب۔ جناب مین کچھ نہین جانتا۔ مین لائبریرین سے رپورٹ کرتا ہون کہ دیکھیے مذہبی

گفتگو کرتے ہین، آپ کو اگر بڑا شوق ہی تو میرے ساتھ چلیے - جناب کی خدمت مین چل کر آپ کی سب باتون کا جواب مل جائیگا -

مین - میر صاحب چلیے آپ بھی کیا یاد کیجیے گا - اُٹھیے" (باقی آیندہ)

راقم ایک نامہ نگار لکھنوی

تقریض رسالۂ ابانۃ المجہ

حکیم حافظ عبد المجید صاحب لکھنوی نے ایک رسالہ "ابانۃ المجہ لمن حالک لطریقۃ المعوجہ" تالیف فرمایا ہی - حکیم صاحب موصوف جھوائی ٹولہ کے مشہور طبی خاندان سے ہین جناب حکیم عبد الحفیظ صاحب کے فرزند صالح ہین -

میرے پاس یہ رسالہ اسلیے آیا ہی کہ مین اسکے متعلق اپنی راے کا اظہار کرون - گو اس وجہ سے کہ یہ رسالہ فن طب کے متعلق ہی اور میرا توغل اس فن مین نہین ہی مجھے اسکے متعلق کچھ نہ لکھنا چاہیے تاہم اس رسالہ کے موضوع اور اسکے مبحث کو جہان تک مین سمجھ سکا ظاہر کر دینا اپنا فرض منصبی خیال کرتا ہون - اصل یہ ہی کہ حکیم اجمل خان صاحب دہلوی ملقب بہ حاذق الملک نے پانچ طبی مسائل کے متعلق جمہور اطباء سلف کی تغلیط کی تھی اور اسی ضمن مین اُنکا یہ دعوے بھی تھا کہ مین نے جس قدر مخالفت اطباء سابقین کی کی ہی اگر وہ سب بیان کیجائے تو جزو نہین نہ سمائے لہذا اس رسالہ مین ان پانچ مسائل کے متعلق بحث کر کے یہ دکھایا گیا ہی کہ حاذق الملک صاحب کا اجتہاد سقیم اور جمہور کا مسلک قوی و مستقیم ہی - میرے خیال مین بھی یہ بات زیبا نہین ہی کہ سلف کا اس طرح تخطیہ کیا جائے خاصکر اس زمانہ مین جبکہ قوت علمیہ کی قلت قابل بیان نہین ہی - اختلاف کے لیے نوع من الاجتہاد کی ضرورت ہی کم از کم اجتہاد فی المذہب ہی سہی - اس قسم کے مضامین میرے خیال مین حاذق الملک صاحب کی معقودہ کانفرنس کے لیے بھی مضر ہونگے -

یہ رسالہ صرف درخواست کے ساتھ ۱/ محصول ڈاک بھیجدینے پر مفت ملتا ہی - پتہ کے لیے (حکیم حافظ عبد المجید صاحب - لکھنؤ - جھوائی ٹولہ) کافی ہے - اصل رسالہ عربی مین ہی اور ساتھ ساتھ مقابل اسکے اردو ترجمہ بھی ہی - عربی زبان کی سلاست و فصاحت بھی قابل تعریف ہی -

ان تنفسخ والذی یدل علی ہذا التفصیل ما اخبرنی بہ الشیخ رحمہ اللہ عن احمد بن محمد عن ابیہ عن سعد بن عبد اللہ عن احمد بن محمد عن علی بن الحکم عن عثمان بن عبد الملک عن ابی سعید المکاری عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال اذا وقعت الفارۃ فی البئر فتسلخت فانزح منہا سبع دلاء فجاء ہذا الخبر مفسر اللاخبار کلہا فاما ما رواہ محمد بن احمد بن یحیی عن محمد بن الحسن عن عبد الرحمن بن ابی ہاشم عن ابی خدیجۃ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال سئل عن الفارۃ تقع فی البئر قال اذا ماتت ولم تنتن فاربعین دلوا و اذا انتفخت فیہ ونتنت نزح الماء کلہ فالوجہ فیما تضمن ہذا الخبر من الامر بنزح اربعین دلوا اذا لم تنتن محمول علی ضرب من الاستحباب دون الفرض والایجاب لان الوجوب فی ہذا القدر ولم یعتبرہ احد من اصحابنا فاما ما رواہ احمد بن محمد بن عیسی عن علی بن حدید

پھٹے - اس تفصیل کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جو مجھسے شیخ رحمہ اللہ نے احمد بن محمد سے اُنھون نے اپنے والد سے انھون نے سعد بن عبد اللہ سے انھون نے احمد بن محمد سے اُنھون نے علی بن الحکم سے انھون نے عثمان بن عبد الملک سے انھون نے ابو سعید مکاری سے اُنھون نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے جب چوہیا کنوین مین گر جائے اور اُسکی کھال پھٹ جائے تو اُس سے سات ڈول نکال ڈالو - پس یہ حدیث تمام حدیثون کی مفسر ہے - لیکن وہ حدیث جو محمد بن احمد بن یحیی نے محمد بن حسن سے اُنھون نے عبد الرحمن بن ابی ہاشم سے اُنھون نے ابو خدیجہ سے اُنھون نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ان سے چوہیا کے بابت پوچھا گیا کہ کنوین مین گر جائے تو کیا کیا جائے؟ تو امام نے فرمایا کہ اگر وہ مرجائے اور سڑی نہ ہو تو چالیس ڈول نکال ڈالو اور اگر وہ پھول گئی اور سڑ گئی ہو تو کل پانی نکال ڈالا جائے - پس مطلب یہ ہے کہ اس حدیث مین چالیس ڈول کا حکم درصورت نہ سڑنے کے ایک قسم کے استحباب پر محمول ہے نہ فرض و وجوب پر - کیونکہ اس مقدار کے واجب ہونے کا ہمارے اصحاب مین کسی نے اعتبار نہین کیا[1] لیکن وہ حدیث جو احمد بن محمد بن عیسے نے علی بن حدید سے

[1] معلوم ہوا کہ جو بات جمیع اصحاب امامیہ کے خلاف ہو وہ کسی حدیث سے مراد نہین ہو سکتی - دیکھیے حدیث مین کوئی قرینہ اس امر کا نہین ہے کہ چالیس ڈول کا حکم استحباب پر محمول کیا جائے مگر چونکہ چالیس ڈول کے وجوب کا علمائے امامیہ مین کوئی قائل نہین لہذا استحباب ہی مراد لیا گیا

عن بعض اصحابنا قال اذا كنت مع ابی عبداللہ ع فی طریق مکۃ فصرنا الی بئر فاستقی غلام ابی عبداللہ علیہ السلام دلوا فخرج فیہ فارتان فقال ابو عبداللہ علیہ السلام ارقہ فاستقی اخر فخرج فیہ فارۃ فقال ابو عبداللہ علیہ السلام ارقہ فاستقی الثالث فلم یخرج فیہ شیئ فقال صبہ فی الاناء فصبہ فی الاناء فاول ما فی ہذا الخبر انہ مرسل وراویہ ضعیف وہو علی بن حدید وہذا لضعف الاحتجاج بخبرہ ویحتمل مع تسلیمہ ان یکون المراد بالبئر المصنع الذی فیہ من الماء ما یزید مقدارہ علی الکر فلا یجب نزح شیئ منہ وذلک ہو المعتاد فی طریق مکۃ مع انہ لیس فی الخبر انہ توضأ بذلک الماء بل قال لغلامہ صبہ فی الاناء ولیس فی ذلک دلیل علی جواز استعمال ماہذا حکمہ فی الوضوء ویجوز ان یکون انما امرہ بالصب فی الاناء لاحتیاجہم

انھون نے ہمارے بعض اصحاب سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ایک مرتبہ ہم (امام) ابو عبداللہ علیہ السّلام کے ہمراہ مکہ کے راستہ مین تھے ہم لوگ ایک کنوین کی طرف گئے امام ابو عبداللہ علیہ السّلام کے غلام نے ایک ڈول پانی بھرا اس مین دو چوہیان نکلین امام نے فرما اس پانی کو پھیکدو۔ غلام نے دوسرا ڈول بھرا۔ اس مین ایک چوہیا نکلی امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اس پانی کو بھی پھیکدو۔ غلام نے تیسرا ڈول بھرا اُس مین کوئی چیز نہ نکلی۔ امام نے فرمایا کہ یہ پانی برتن مین ڈالو۔ پس سب سے پہلی بات جو اس روایت مین ہے وہ یہ ہے کہ یہ روایت مرسل ہے۔ راوی اسکا علی بن حدید ضعیف ہے۔ اور اسکی روایت کی ہوئی حدیث سے سند لینا کمزور ہے۔ اور اگر ہم اس حدیث کی صحت کو مان لین تو بھی تو یہ احتمال ہوتا ہے کہ شاید کنوین سے مراد وہ حوض ہو جس مین اس قدر پانی آجائے کہ اُسکی مقدار ایک کُر سے زائد ہو۔ پس ایسی صورت مین کچھ پانی نکالنا بھی ضروری نہین۔ اور مکہ کے راستہ مین ایسے ہی حوض ہوتے بھی ہین۔ ان سب احتمالات کے باوجود اس روایت مین یہ مذکور نہین ہے کہ امام نے اس پانی سے وضو کیا۔ بلکہ اپنے غلام سے یہ فرمایا کہ اسکو برتن[لہ] مین ڈالدو۔ یہ دلیل اس بات کی نہین ہوسکتا کہ اس قسم کے پانی کا استعمال وضو مین جائز ہے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ برتن مین ڈالدینے کا حکم اس لیے دیا ہو کہ اس قسم کی پانی کی ضرورت

[لہ] برتن مین ڈالنے کا حکم صراحۃً دلالت کرتا ہے کہ وہ پانی پاک تھا ورنہ جس طرح پہلے دولون کے پانی پھینکنے کا حکم دیا اسکے بھی پھینکنے کا حکم دیتے۔ اچھا امام نے وضو بھی نہ کیا ہو مگر یہ کیون مان لیا جائے کہ امام نے نجس پانی برتن مین ڈلوایا ۱۲

الیہ لسقی الدواب والابل والمشرب عند الضرورۃ الداعیۃ الیہ وذلک سایغ ویحتمل ایضا ان یکون الفارتان

خرجتا حیتین واذا کان کذلک جاز استعمال ما بقی من الماء لان ذلک لا ینجس الماء علی ما تقدم فیما مضی ونزیدہ بیانا ما اخبرنی بہ الشیخ ابو عبد اللہ رحمہ اللہ عن ابی جعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ عن ابیہ عن محمد بن یحیی عن محمد بن احمد بن یحیی عن محمد بن الحسین بن ابی الخطاب والحسن بن موسی الخشاب جمیعا عن یزید بن اسحاق عن ہرون بن حمزۃ الغنوی عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال سألتہ عن الفارۃ والعقرب واشباہ ذلک یقع فی الماء فیخرج حیا ہل یشرب من ذلک الماء

ویتوضأ منہ قال یسکب ثلث مرات وقلیلہ وکثیرہ بمنزلۃ واحدۃ ثم یشرب منہ ویتوضأ منہ غیر الوزغ فانہ لا ینتفع بما یقع

جانورون کے اور اونٹون کے پلانے کے واسطے لوگون کو رہتی ہی اور یہ بات برابر رائج ہی - اور یہ بھی احتمال ہی کہ دو چوہیان جو نکلین وہ دونون زندہ رہی ہون اور اگر یہ بات ہو تو باقی پانی کا استعمال جائز ہی - کیونکہ زندہ نکلنے سے پانی نجس نہین ہوتا - جیساکہ اوپر بیان ہو چکا - اسکی زیادہ توضیح اُس روایت سے ہوتی ہی جو مجھ سے شیخ ابو عبد اللہ رحمہ اللہ نے ابو جعفر یعنی محمد بن علی بن حسین بن بابویہ سے اپنے والد سے انھون نے محمد بن یحیی سے انھون نے محمد بن احمد بن یحیی سے انھون نے محمد بن ابو الخطاب سے اور حسن بن موسی خشاب سے روایت کرکے بیان کیا وہ یزید بن اسحاق سے وہ ہارون بن حمزہ غنوی سے وہ ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہین وہ کہتے تھے مین نے امام ممدوح سے پوچھا کہ چوہیا بچھو اور اسکے مثل دوسری چیزین پانی مین گر جائین پھر زندہ نکل آئین تو کیا وہ پانی پیا جائے اور اُس سے وضو کیا جائے؟ امام نے فرمایا تین مرتبہ وہ پانی پھینک دیا جائے اور قلیل و کثیر سب کا ایک حکم ہے بعد اس کے اُس سے پیا جائے - اور وضو کیا جائے سوا گرگٹ کے کہ وہ جس پانی مین گر جائے اُس سے نفع نہ اُٹھایا جائے -

مذنب اگر نجس پانی کا اپنے جانورون کو استعمال کرانا جائز ہے تو پہلے ڈولون کا پانی کیون پھکوا دیا؟ اور اگر نجس پانی کا استعمال جانورون کے لیے بھی نہ چاہیے تو اشکال بدستور قائم رہا - مصنف صاحب خود بھی جانتے ہین کہ یہ تاویلات سقیم ہین - مگر کیا کرین احادیث امامیہ کا خلاف مجبور کرکے ہر نا کردنی کرا لیتا ہی -

وهذا الخبر قد تكلمنا عليه فيما مضى **أخبرني** الحسين بن عبيد الله عن احمد بن محمد عن ابيه عن محمد بن علي بن محبوب عن احمد بن محمد عن علي بن الحكم عن ابان عن يعقوب بن عثيم قال قلت لابي عبد الله عليه السلام سام ابرص وجدناه قد تفسخ في البئر قال انما عليك ان تنزح منها سبع دلاء فاما ما رواه جابر بن يزيد الجعفي قال سألت ابا جعفر عليه السلام من السام ابرص يقع في البئر فقال ليس بشيء حرك الماء بالدلو في البئر فلا ينافي الخبر الاول لان الخبر الاول محمول على الاستحباب وهذا الخبر مطابق لما قدمناه من الاخبار من ان ما ليس له نفس سائلة لا يفسد بموته الماء والسام ابرص من ذلك

اس حدیث پر ہم اوپر بحث کر چکے ہین۔ مجھے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد سے اُنھون نے اپنے والد سے اُنھون نے علی بن حکم سے اُنھون نے ابان سے اُنھون نے یعقوب بن عثیم سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے مین نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے چھپکلی کی بابت پوچھا کہ ہمنے اُسکو کنوین کے اندر پیٹ پھٹا ہوا پایا۔ امام نے فرمایا تمھارے اوپر صرف یہ لازم ہے کہ اُس سے سات ڈول نکال ڈالو۔ **لیکن** وہ حدیث جو جابر بن یزید جعفی نے روایت کی ہے کہ اُنھون نے کہا مین نے ابو جعفر علیہ السلام سے پوچھا کہ چھپکلی کنوین مین گر پڑے تو کیا کیا جائے؟ امام نے فرمایا۔ کچھ نہین ڈول کنوین مین ڈال کر پانی کو حرکت دے دو۔

پس یہ حدیث پہلی حدیث کے منافی نہین ہے۔ کیونکہ پہلی حدیث استحباب پر محمول ہے۔ اور دوسری حدیث ان حدیثون کے موافق ہے جو ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ جن چیزون مین خون جاری نہ ہو اُن کے مرنے سے پانی نجس نہین ہوتا اور چھپکلی بھی اسی قسم کے جانورون مین سے ہے۔

باب ۔ جس کنوین مین خشک یا تر گوبر۔ لید گر جائے (تو کیا کیا جائے)

مجھے شیخ ابو عبد اللہ رحمہ اللہ نے احمد بن محمد سے اُنھون نے اپنے والد سے اُنھون نے سعد بن عبد اللہ سے

باب البئر يقع فيها العذرة اليابسة او الرطبة **أخبرني** الشيخ ابو عبد الله رحمه الله عن احمد بن محمد عن ابيه عن سعد بن عبد الله

مضمون نگاری کے قواعد

...م جو بھی مضمون نگارون کی بہت ضرورت ہی مگر النجم کی مضمون نگاری کے لیے حسب ذیل قواعد کی پابندی
...ندی ہی جو حضرات قواعد کی پابندی نہو سکے ہی جن صاحب کا مضمون درج نہو وہ براہ کرم معاف فرمائین اور عدم اندراج
...باعث ہی مین بھی دفتر کا عزیز وقت نہ ضائع ہونا چاہیے نہ مضمون کی واپسی کا صرف دفتر کے ذمہ رہنا چاہیے۔

وہ قواعد یہ ہین

(۱) مضمون علمی یا مذہبی ہو اور مضمون نگار اس بحث مین کافی واقفیت و مہارت رکھتا ہو۔

(۲) جو مضامین فرق مخالفہ کے رد مین ہون اُنمین تحقیق والزام دونون چیزون سے کام لیا گیا ہو۔ اور الزام مین مخالف کے مذہب پر پوری اطلاع کا ثبوت ملے۔ تہذیب و متانت کا پورا لحاظ ہو گا یون کا جواب بھی دعا و ثنا کے ساتھ ہو اور مضمون نگار اسکا بھی ملتزم ہو کہ مخالف کے جواب الجواب کا سلسلہ جب تک چلے اپنا قلم نہ روکے۔

(۳) عبارت مین گنجلک اور طول بالکل نہو صاف سلیس اُردو ہو۔ عربی فارسی کی عبارتین اگر منقول ہون تو اُنکا ترجمہ بھی جانب ترجمہ...

(۴) خط صاف ہو کہ پڑھنے والے کو کسی مقام پر اشتباہ نہ پیدا ہو۔

(۵) مضمون النجم کے موجودہ پیمانہ پر آٹھ صفحہ سے زائد نہو کبھی کبھی اشد ضروری مضمون کو سولہ صفحہ تک دیے جا سکتے ہین

(۶) مضمون نگار صاحبان دفتر ہذا سے کسی صلہ اور معاوضہ کے آرزومند نہون۔ ان اجرھم الا علی اللہ

(۷) جن صاحب کا مضمون پسند آجائیگا اور وہ ہر ماہ مین ایک مضمون دینے کا وعدہ کرینگے تو اُنکے نام النجم ہدیۃً جاری کر دیا جائیگا اور انعامی کتابین جو خریداران النجم کے لیے تجویز ہوا کرینگی اُنکو بھی ملتی رہینگی۔

(۸) جو مضمون حسن و خوبی کی اس حد تک پہونچ جائے کہ عام طور پر لوگون کو اس سے باخبر بنانا مفید سمجھا جائے اُسکے لکھنے والے کو ہر فروخت کی قیمت کا خمس بذریعہ منی آڈر (نہ بہ نیت معاوضہ) بھیجدیا جایا کریگا۔

(۹) اگر کسی صاحب کی نظر سے مخالف کا کوئی مضمون جو اسلام پر حملہ آور ہو گذرے اور وہ قابلیت یا فرصت نہ رکھتے ہون تو اس مضمون کو بعینہ یا اگر انگریزی زبان مین ہو تو مع ترجمہ کے دفتر ہذا مین بھیجدین۔

(۱۰) ہر مضمون زائد از زائد ایک ماہ کے اندر ہی اندر اسکی ضرورت کو ملحوظ رکھکر شائع ہو جائیگا اور اگر کوئی عائق قوی پیش آجائیگا تو مضمون نگار کو اطلاع دیجائیگی۔